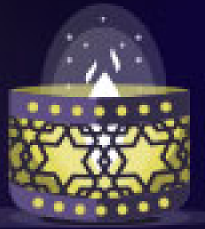
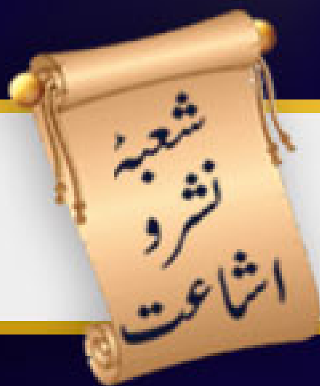



# فضائلِ شبِ برأت

از قلم

محبوبِ ملّت، محبّ الرضا حضرت علامہ
مولانا مفتی محبوب علی خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ




تحریک اتحادِ اہلسنّت (پاکستان)

# فہرست

# ابتدائیہ

از: فرید القلم علّامہ محمد اعظم سعیدی

جب مجھے اس کتاب کا ابتدائیہ لکھنے کو کہا گیا تو ساتھ ہی ایک اسّی (۸۰) صفحے کی کتاب ''شبِ برأت کیا ہے'' بھی مجھے دے دی گئی۔ میں ابتدائیہ کیا لکھتا البتہ اس کتاب پر ایک عام سی نظر ڈالی تو معلوم ہوا کہ یہ ایک جھوٹ کا پلندہ ہے جو اسماء الرجال سے ناواقف اذہان کو خراب کرنے کے لئے گیا گیا ہے۔ اس کتاب کے مؤلف اپنے القابات کے ساتھ محققِ دوراں، امام الحدیث والقرآن علامہ قاری حبیب الرحمان صدیقی کاندھلوی ہیں۔ اس کتاب میں موصوف نے شبِ برأت کو شبِ تبرّا یعنی گالی گلوچ کی رات قرار دیا ہے۔ مجموعی طور پر سات اعتراض اُٹھائے گئے ہیں اور شبِ برأت کو حضرت عکرمہ مولیٰ ابن عباس کی اختراع قرار دیا گیا ہے۔ تفصیلی جواب تو ان شاء اللہ دیا جائے گا مگر سرِ دست حضرت عکرمہ پر جو سوالات اُٹھائے گئے ہیں، اِن مختصر اوراق میں صرف اِسی پر ہی قلم اُٹھا رہا ہوں اور یہی اس کتاب کا ابتدائیہ ہے۔ مولوی حبیب الرحمان کاندھلوی نے حضرت عکرمہ کی درجِ ذیل روایت میزان الاعتدال، ج ۴، ص ۲۵۵ سے نقل کی ہے

عن عكرمة، عن ابن عباس: فيها يفرق كل أمر حكيم
قال: ليلة النصف من شعبان يبرم فيها أمر السنة، وينسخ الأحياء من الأموات،
وينسخ فيها الحاج، فلا يزاد فيهم ولا ينقص

پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ عبارت امام ذہبی کی میزان الاعتدال میں موجود ہی نہیں۔ میرے پاس ''دارالمعرفت للطباعت والنشر بیروت'' کی مطبوعہ میزان

الاعتدال موجود ہے۔ اگر مولانا موصوف مجھے یہ روایت میزان الاعتدال میں دیکھا دیں تو ایک ہزار روپیہ نقد انعام پیش کروں گا ورنہ امام القرآن والحدیث کاندھلوی کو امام ذہبی پر اس روایت کو نقل کرنے کی تہمت سے توبہ کرنی چاہیے۔

مولانا کاندھلوی نے اسی میزان کے حوالے سے ثابت کیا ہے کہ عکرمہ جھوٹا تھا، حدیثیں گھڑتا تھا۔ امام ذہبی نے دس افراد کے نام گنوائے ہیں جنھوں نے حضرت عکرمہ کی شخصیت، فن اور روایات پر کلام کیا ہے۔ فقیر ترتیب سے ان دس افراد کے اقوال نقل کرنے کے بعد خود ان کی اپنی حیثیت سے بھی پردہ اُٹھاتا ہے کہ اصحابِ جرح و تعدیل کے نزدیک ان کا کیا مقام ہے۔

۱۔ **یزید بن ابی زیاد:** میں عبداللہ ابن عباس کے بیٹے علی کے پاس گیا تو عکرمہ بھی وہیں دروازے کے قریب تھے تو میں نے کہا اللہ سے ڈرو اور علی ابن عبداللہ نے کہا یہ خبیث میرے باپ پر جھوٹ بولتا ہے۔ (میزان، امام ذہبی، ج ۳، ص ۹۴)

حضرت عکرمہ کے متعلق یہ لغویات یزید بن ابی زیاد نے کی ہے۔ اب یہ دیکھیں کہ خود زیاد کیسا آدمی ہے۔ اس کے متعلق میزان میں ہے

یزید بن أبي زیاد الکوفي أحد علماء الکوفة المشاهیر علی سوء حفظه، قال یحیی: لیس بالقوي، وقال أیضا: لا یحتج به وقال علي بن عاصم: قال لي شعبة: ما أبالي إذا کتبت عن یزید بن أبي زیاد ألا أکتب عن أحد وقال و کیع: لیس بشيء وقال أحمد: لیس بشيء

یزید بن ابی کوفی، علماءِ کوفہ کے ان لوگوں میں سے ہے جن کی خراب حافظے کی شہرت ہے۔ یحییٰ کہتے ہیں کہ یزید قوی نہیں ہے اور یہ بھی کہا کہ وہ قابلِ حجت نہیں۔ علی ابن عاصم فرماتے ہیں مجھے شعبہ نے کہا تجھے کیا بیماری ہے تو یزید ابن ابی زیاد کی روایات لکھتا ہے، صرف تو ہی تنہا اس سے روایت لکھتا ہے۔ وکیع فرماتے ہیں کہ وہ قوی نہیں ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں وہ کوئی چیز نہیں ہے۔

اسی یزید بن ابی زیاد کے متعلق حافظ ابنِ حجر عسقلانی کی تقریب کی یہ عبارت ملاحظہ ہو

یزید بن أبي زیاد الهاشمي مولاهم الکوفي ضعیف کبر فتغیر وصار یتلقن وکان شیعیا۔(تقریب التھذیب، ج ۲، ص ۳۶۵)

یزید بن ابی زیاد ہاشمی غلام کوفی ضعیف ہے۔ بڑا ہو کر بدل گیا تھا، متلقن تھا اور شیعہ تھا۔

۲۔ **الخصیب بن ناصح**: سمعت أیوب یحدث عن عکرمة، قال: إنما أنزل الله متشابه القرآن لیضل به۔(میزان، ج ۳، ص ۹۴)

میں نے ایوب سے سنا وہ عکرمہ سے روایت کرتے ہیں، کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جو متشابہ قرآن میں نازل فرمائی ہیں وہ لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے ہے۔

حضرت عکرمہ پر اس روایت کا الزام لگانے والے خصیب بن ناصح ہیں۔ اب دیکھیں کہ خود یہ شخص خصیب کیسا تھا۔ اس کے متعلق حافظ ابنِ حجر عسقلانی کی

تقریب میں ہے

الخصیب بن ناصح الحارثی البصری نزیل مصر صدوق یخطیء من التاسعة۔ (تقریب التہذیب، ج۱، ص ۲۳۳)

خطیب ناصح حارثی، بصری، مصر میں آیا۔ درست تھا مگر غلطی بہت کرتا تھا، حافظہ بہت کمزور تھا، نویں طبقے کے نچلے لوگوں میں سے تھا۔

## ۳۔ فطر بن خلیفه

قلت لعطاء: إن عکرمة یقول: قال ابن عباس: سبق الکتاب الخفین، فقال: کذب عکرمة۔ (میزان، ج ۳، ص ۹۴)

فطر بن خلیفہ کہتا ہے کہ میں نے عطا سے کہا کہ عکرمہ ابن عباس کی یہ روایت بیان کرتا ہے تو انہوں نے کہا عکرمہ جھوٹا ہے۔

اب دیکھیں کہ عکرمہ پر الزام لگانے والا فطر بن خلیفہ خود کیسا شخص ہے۔

امام ذہبی کی میزان میں ہے:

فطر بن خلیفة أبو بکر الکوفی الحناط مولی عمرو بن حریث المخزومی ، وقال الدارقطنی: لا یحتج به ومن الناس من یستضعفه وقال أبو بکر بن عیاش: ما ترکت الروایة عنه إلا لسوء مذهبه وقال أحمد بن یونس: کنت أمر به وأدعه مثل الکلب وروی عباس، عن ابن معین: ثقة شیعی وقال الجوزجانی: زائغ غیر ثقة

فطر بن خلیفہ کوفی لاشیں حنوط کرتا تھا، عمرو بن حریث کا غلام تھا، اس کے بارے میں

دارقطنی نے کہا کہ یہ فطر قابلِ حجت نہیں، بہت لوگوں نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ ابوبکر بن عیاش فرماتے ہیں کہ میں نے اس کی روایات کو اس لئے چھوڑ دیا ہے کہ اس کا مذہب گندہ تھا۔ احمد بن یوسف کہتے ہیں مجھے اس کو بلانے کہا جائے تو میں فطر بن خلیفہ کو کتے کی طرح بلاؤں گا۔ ابن معین نے اس کو پکا شیعہ کہا ہے۔ جوزجانی کہتے ہیں کہ وہ کوّا ہے اور غیر ثقہ بھی ہے۔

## ۴۔ الصلت ابوشعیب

ما یسوءنی أن یکون من أهل الجنة، ولکنه کذاب۔

(میزان، ج ۳، ص ۹۴)

صلت ابوشعیب کہتا ہے کہ میرے لئے یہ بات سب سے بُری ہوگی کہ عکرمہ اہلِ جنت میں سے ہو، اس لئے کہ وہ جھوٹا ہے۔

یہ صلت خود کیسا شخص ہے، اس کی بھی ایک جھلک دیکھ لیں۔ میزان میں ہے

الصلت بن دینار أبو شعیب المجنون بصری لین، قال ابن معین : لیس بشیء وقال أحمد: متروك وقال الفلاس: کان یحیی وابن مهدی لا یحدثان عنه وقال البخاری: کان شعبة تکلم فیه وقال الجوزجانی: لیس بقوی وکذا قال الدارقطنی وقال النسائی: لیس بثقة

(میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۳۱۷)

صلت بن دینار ابوشعیب پاگل بصری ہے اور لین الحدیث بھی۔ اس کے متعلق ابن معین نے کہا کہ وہ کوئی شئے نہیں، امام احمد نے اس کو متروک کہا، فلاس کہتے ہیں کہ

یحییٰ اور ابن مہدی اس کی حدیث بیان نہیں کرتے تھے، امام بخاری کہتے ہیں کہ شعبہ نے اس کے متعلق کلام کیا ہے، جوزجانی کہتے ہیں کہ وہ قوی نہیں ہے اور یہی بات دارقطنی نے کہی ہے۔ نسائی کہتے ہیں کہ وہ قوی نہیں۔

اسی صلت کے بارے میں ابنِ حجر کی تقریب میں ہے

الصلت بن دینار الأزدی الهنائی البصری أبو شعیب المجنون مشهور بکنیته متروك ناصبی۔ (تقریب التھذیب، ج۱، ص۳۶۹)

صلت بن دینار ازدی ہنائی بصری ابوشعیب پاگل تھا۔ اپنی کنیت سے مشہور تھا۔ یہ متروک ہے اور ناصبی شیعہ ہے۔

**مطرف بن عبدالله**:سمعت مالکا یکره أن یذکر عکرمة، ولا رأی أن یروی عنه۔ (میزان، ج۳، ص۹۵)

مطرف بن عبداللہ کہتا ہے کہ میں نے سنا ہے کہ امام مالک عکرمہ کے ذکر کو اچھا نہیں سمجھتے تھے اور نہ ہی ان کو عکرمہ سے روایت کرتے دیکھا۔

یہ مطرف ابن عبداللہ خود کیسا شخص ہے، اس کے متعلق میزان کی یہ عبارتیں پڑھیں۔

مطرف بن عبدالله بن مطرف بن سلیمان قال أبو حاتم: صدوق مضطرب الحدیث وقال ابن عدی: یأتی بمنا کیر۔ (میزان الاعتدال، ج۴، ص۲۴)

مطرف بن عبداللہ بن مطرف بن سلیمان جس کے بارے میں ابوحاتم کا قول ہے کہ وہ مضطرب الحدیث ہے اور ابن عدی کہتے ہیں کہ وہ منکر روایات لاتا ہے۔

## ۶۔ یزید بن ھارون:

قدم عکرمة البصرة فأتاہ أیوب ویونس وسلیمان التیمی، فسمع صوت غناء، فقال: اسکتوا، ثم قال: قاتله الله، لقد أجاد فأما یونس وسلیمان فما عادا إلیه۔(میزان الاعتدال، ج ۳،ص ۹۵)

یزید بن ہارون کہتے ہیں کہ عکرمہ بصرہ میں آئے تو ایوب، یونس اور سلیمان تیمی اس کے پاس آئے اور گانے کی آواز سنی تو کہا چپ رہو، پھر کہا اللہ تعالیٰ اس کو ہلاک کرے۔ یونس اور سلیمان پھر کبھی اس کے ''عکرمہ'' کے پاس نہیں آئے۔

حضرت عکرمہ پر یہ الزام عائد کرنے والے یزید بن ہارون کے متعلق ابنِ حجر عسقلانی کی تقریب کے یہ الفاظ پڑھ لیں

یزید بن ھارون بن زاذان السلمی مولا ھم عابد من صغار التاسعة لیّن۔(تقریب التھذیب، ج ۲،ص ۳۷۲)

یزید بن ہارون بن زاذان سلمی غلام ہے۔ عابد نویں طبقہ کے چھوٹے لوگوں میں ہے، لین الحدیث ہے۔

پھر یہ یزید اسی زاذان کا پوتا ہے جس کو نام نہاد امام القرآن والحدیث مولانا کاندھلوی نے اپنی تالیف میں زبردست تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔

## ۷۔ مصعب زبیری

کان عکرمة یری رأی الخوارج قال: وادعی علی ابن عباس أنه کان یری رأی الخوارج۔(میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۹۶)

مصعب زبیری کا قول ہے کہ عکرمہ خارجیوں کی رائے کو اہمیت دیتا تھا اور یہی قول علی ابن عباس کا ہے، عکرمہ سے متعلق۔

اب ملاحظہ ہو کہ خود یہ شخص مصعب زبیری کس درجہ کا ہے۔ پہلے میزان ہی میں دیکھیں۔

مصعب بن ثابت بن عبداللہ ضعفه يحيى بن معين، وأحمد وقال أبو حاتم: لا يحتج به وقال النسائي: ليس بالقوي وقال الزبير: أمه حلبية قد اشتراها أبوه من سكينة بنت الحسين بمائة ناقة۔ (میزان الاعتدال، ج ۴، ص ۱۱۸)

مصعب بن ثابت بن عبداللہ الزبیری کو یحییٰ بن معین اور امام احمد نے ضعیف قرار دیا ہے، ابوحاتم کے نزدیک نا قابلِ حجت ہے۔ امام نسائی فرماتے ہیں وہ قوی نہیں ہے۔ حضرت زبیر فرماتے ہیں اس کی ماں حلبیہ تھی جس کو مصعب کے باپ نے حضرت سکینہ بنت حسین سے ایک سو اونٹوں کے عوض خریدا تھا۔ اسی مصعب کے متعلق ابنِ حجر عسقلانی کی تقریب کے یہ الفاظ بھی پڑھ لیں۔

مصعب بن ثابت بن عبد الله بن الزبير بن العوام الأسدي لين الحديث۔ (تقریب التھذیب، ج ۲، ص ۲۵۱)

مصعب بن ثابت بن عبداللہ بن زبیر بن عوام اسدی لین الحدیث تھا۔

## ۸۔ خالد بن نزار

أن عكرمة كان أباضيا۔ (میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۹۶)

خالد بن نزار کہتے ہیں کہ عکرمہ اباضی تھا۔

خالد بن نزار کیسا شخص تھا، ملاحظہ ہو

خالد بن نزار الغسانی الأیلی صدوق یخطیء من التاسعة۔ (تقریب التھذیب، ج۱، ص۲۱۹)

خالد بن نزار غسانی ایلی صدوق تھا مگر غلطی بہت کرتا تھا۔ نویں طبقے کے چھوٹے لوگوں میں شمار ہوتا ہے۔

## ۹۔ عبدالعزیز

عبد العزیز الدراوردی مات عکرمة و کثیر عزة فی یوم، فشھد الناس جنازة کثیر، وترکوا جنازة عکرمة۔ (میزان الاعتدال، ج۴، ص۹۶)

عبدالعزیز کہتے ہیں کہ عکرمہ اور کثیر کا ایک ہی دن انتقال ہوا مگر لوگ کثیر کے جنازے میں تو شریک ہوئے لیکن عکرمہ کے جنازے کو ترک کر دیا۔

عبدالعزیز دراوردی خود کس قبیل کا آدمی ہے، اس کے لئے یہ عبارت میزان کی ہی ملاحظہ ہو

عبد العزیز بن محمد الدراوردی، قال أحمد بن حنبل: إذا حدث من حفظه لیس ھو بشیٔ وقال أحمد أیضا: إذا حدث من حفظه جاء ببواطیل وقال أبو حاتم: لا یحتج به وقال أبو زرعة: سیئ الحفظ.قال الحاکم: لا أعلم حدث به غیر إسحاق۔

عبدالعزیز بن محمد دراوردی کے متعلق امام احمد بن حنبل نے فرمایا جب وہ اپنے حافظے سے حدیث بیان کرتا تو وہ کوئی چیز بھی نہیں ہوتی تھی اور یہ بھی فرمایا کہ ایسی تمام

مرویات باطل اور جھوٹی ہوتی تھیں۔ ابوحاتم کے نزدیک یہ شخص ناقابلِ حجت تھا، ابوزرعہ فرماتے ہیں کہ وہ بُرے حافظے کا مالک تھا۔ حاکم فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ اسحاق کے علاوہ کسی اور نے اس کی حدیث بیان کی ہو۔

اسی شخص عبدالعزیز کے متعلق ابنِ حجر عسقلانی کی تقریب میں سے یہ عبارت بھی پڑھ لیں

عبد العزیز بن محمد بن عبید الدراوردی کان یحدث من کتب غیرہ فیخطیء قال النسائی حدیثه عن عبید الله العمری منکر۔ (تقریب التھذیب، ج ۱، ص ۵۱۲)

عبدالعزیز بن محمد بن عبید دراوردی بغیر کتاب کے حدیث بیان کرتا تو خطا ہی کرتا تھا، امام نسائی فرماتے ہیں کہ عبیداللہ عمر سے روایت کی ہوئی اس کی حدیث منکر ہے۔

## ۱۰۔ سنید بن داود

قاله لنافع ولم یصح سنید بن داود فی تفسیرہ۔ (میزان، ج ۳، ص ۹۷)

علی ابن عباس فرماتے ہیں کہ نافع نے ان سے کہا کہ سنید بن داؤد نے اپنی تفسیر میں عکرمہ کو غیر صحیح کہا ہے۔

خود یہ سنید کس قبیل کا شخص ہے، اس کے متعلق امام ذہبی کی اسی میزان میں ہے

سنید بن داود المصیصی المحتسب واسمه الحسین، وله ما ینکر۔ وقال أبو داود: لم یکن بذلك، وقال النسائی:

الحسين بن داود ليس بثقة۔(میزان الاعتدال، ج۲، ص۲۳۶)

سنید بن داود المصیصی المحتسب اس کا نام حسین ہے اور اس کی جملہ مرویات منکر ہیں۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں وہ کچھ بھی نہیں ہے۔ امام نسائی فرماتے ہیں حسین بن داؤد ثقہ نہیں ہے۔

اسی سنید سے متعلق ابن حجر کی تقریب کی یہ عبارت بھی ملاحظہ ہو

سنيد ابن داود المصيصي المحتسب واسمه حسين ضعف مع إمامته ومعرفته۔(تقریب التھذیب ، ج۱، ص۳۳۵)

سنید بن داؤد مصیصی محتسب اس کا نام حسین ہے، اپنی امامت اور معرفت سمیت ضعیف ہے۔

مولانا کاندھلوی نے بغضِ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں شبِ برأت کی جو تضحیک کی ہے اور اس کو حضرت عکرمہ کی اختراع وایجاد قرار دے کر حضرت عکرمہ کو جن دس افراد کے حوالوں سے مغلظات سے نوازا ہے، ان دسیوں افراد کا کچا چٹھا ناظرین کے سامنے ہے۔ شبِ برأت یا ایسے ہی ایامِ اولیاء سے الرجک لوگ اپنی تائید میں ان حضرات کے اقوال کا سہارا لیتے ہیں جو بذاتِ خود مطعون و متہم ہیں اور پھر یہ امام القرآن والحدیث مولانا کاندھلوی ہیں کہ ایک تو ابنِ عباس کی روایت کو عکرمہ کے سر مونڈھ رہے ہیں، دوم حوالہ یہ روایت میزان سے نقل کر رہے ہیں، حالانکہ میزان الاعتدال میں اس روایت کا وجود ہی نہیں ہے۔ اسی پر مولانا کاندھلوی کو حقیقتاً امام

الا کذاب والزور کا خطاب ملنا چاہیے۔

حضرت عکرمہ وہ شخص ہیں جن کے متعلق امام ذہبی کی اسی میزان الاعتدال میں ہے:

(۱) ایک جماعت کثیر نے عکرمہ کی توثیق کی ہے۔

(۲) بخاری نے عکرمہ کو معتمد کہا ہے۔

(۳) امام مالک نے اس کی دو روایات لی ہیں۔

(۴) سفیان بن عمرو کہتے ہیں کہ مسائل عکرمہ سے معلوم کرو۔

(۵) جابر بن زید کہتے ہیں عکرمہ سب سے زیادہ علم والا ہے۔

(۶) سعید بن جبیر کہتے ہیں عکرمہ مجھ سے زیادہ صاحبِ علم ہے۔

(۷) ابوایوب کہتے ہیں عکرمہ پر میں کم علمی کی تہمت نہیں لگا سکتا۔

(۸) ابوایوب کہتے ہیں عکرمہ سچا ہے۔

(۹) ابن عیینہ کہتے ہیں مسائل بتانے میں عکرمہ کافی ہے۔

(۱۰) محمد بن سعد کہتے ہیں عکرمہ کثیر العلم والحدیث ہے اور سمندروں میں سے ایک سمندر ہے۔

(۱۱) حماد بن زید کہتے ہیں عکرمہ نے چالیس سال تک علم حاصل کیا، ابن عباس فتویٰ کا گھر ہیں تو عکرمہ دروازہ ہیں۔

(۱۲) اسمٰعیل بن ابی خالد کہتے ہیں کہ میں نے شعبی کو یہ کہتے سنا اب کتاب اللہ کا عالم بجز عکرمہ کے کوئی نہیں رہا۔

(۱۳) قتادہ کہتے ہیں عکرمہ سب سے زیادہ تفسیر کا عالم ہے۔

(۱۴) ایوب کہتے ہیں عکرمہ عابد و نمازی تھا۔ (میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۹۳ تا ۹۵)

اوراق کی تنگ دامنی کے باعث موضوع کو تشنہ چھوڑ رہا ہوں۔ ان شاء اللہ تفصیلی جواب لکھ کر عوامِ اہلسنّت کو آگاہ کروں گا کہ کس طرح لفظی بکھیڑوں اور جرح وتعدیل کے جالوں میں آپ کے ایمان و معتقدات کو شکار کرنے کی ناپاک و غلیظ جسارت کی جارہی ہے۔

وما توفیقی الا باللہ وبرسولہ

احقر محمد اعظم سعیدی

۱۷۔ ۴۔ ۱۹۸۵ء

چیئرمین سرائیکی اردو رائیٹرز گلڈ آف پاکستان

۱۹۔ اے۔ ٹیونیشیا لائن، کراچی ۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی الہ واصحابہ اجمعین

یارب عطا ہو مجھ کو وِلا ان کے نام کی
شیدا پہ جن کے آتش دوزخ حرام کی
صدقہ انہیں کا ان کے غضب سے بچا مجھے
دشمن پہ جن کے نعمت جنت حرام کی

## اس مُبارک رات کے مختلف نام

''لیلۃ البراءۃ''یعنی مغفرت وبخشش کی رات یا فارسی میں شبِ برأت۔حضرت عکرمہ اور ایک جماعت کا قول ہے کہ قرآنِ عظیم میں جس رات کو''لیلۃ مبارکۃ''فرمایا گیا ہے وہ شعبان کی پندرہویں رات ہے۔اس مبارک رات میں لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا کی طرف قرآنِ کریم کا نزول ہوا۔تفسیر سراج منیر وتفسیر جمل وتفسیر صاوی ودیگر تفاسیر میں ہے کہ شعبان المعظم کی پندرہویں رات کے چار نام ہیں

لیلۃ مبارکہ،لیلۃ البراءت،لیلۃ الرحمۃ،لیلۃ الصیك

یعنی برکت والی رات ،مغفرت کی رات، رحمت کی رات، پروانۂ بخشش ملنے کی رات۔

سبحان اللہ وبحمدہ اور حضور اکرم ،سیّد عالم ،نورِ مجسم، رسولِ معظم ،محبوبِ مکرم، فخر آدم وبنی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:إن اللہ تعالی ینزل لیلۃ النصف من شعبان إلی السماء الدنیا فیغفر لأکثر من عدد شعر غنم بنی کلب۔

یعنی بیشک اللہ تعالیٰ شعبان المعظم کی پندرہویں رات کو آسمانِ دنیا کی طرف تجلیٔ خاص

فرماتاہے اور بنی کلب کی بکریوں کے جتنے ہیں اس سے زیادہ تعداد میں (میری امت کی)مغفرت فرماتاہے۔(رواہ الترمذی وابن ماجۃ عن سیّدتنا ام المؤمنین عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

عرب میں بنی کلب کا قبیلہ سب قبیلون سے زیادہ بکریاں پالتا تھا اور حضور شہنشاہ دوجہاں، سیاح لامکاں، باعثِ تخلیق این وآں، فخر عالم وعالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان بکریوں کے بالوں کی تعداد سے زیادہ لوگوں کی مغفرت ارشاد فرمائی۔ سبحان اللہ کیسی مبارک رات ہے۔ یہاں یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ اہلسنّت وجماعت کا گروہ جو حنفی وشافعی ومالکی وحنبلی میں محصور ہے۔

## اہلسنّت ہی اہلِ نجات وفلاح ہیں

یہی اہلِ نجات واہلِ صلاح واہلِ فلاح ہیں کیونکہ اتنی تعداد میں اسی گروہِ اہلسنّت وجماعت کے افراد کی ہی بخشش ہوسکتی ہے، دوسرا کوئی گروہ اتنی تعداد ہی میں نہیں ہے۔ فللہ الحمد مسلمانوں کواس مقدّس رات میں زیادہ سے زیادہ نیکیوں میں مشغول رہنا چاہیے۔

## شبِ براءت جن کی مغفرت نہیں ہوتی

تفسیر کبیر، تفسیر سراج ومنیر وتفسیر جمل وتفسیر کشاف وتفسیر صاوی میں حدیث ہے کہ حضور رحمۃ للعالمین، سیّد القاہرین علی اعداء رب العلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم فرماتے ہیں: إن اللہ تعالی یغفر لجمیع المسلمین بین تلك اللیلۃ إلا لکاھن أوساحر أومشاحن أومدمن خمر أوعاق للوالدین، أومصر علی الزنا۔

یعنی یقیناً اللہ اس رات میں مسلمانوں کی مغفرت فرماتا ہے مگر کاہن اور جادوگر اورشراب پر مداومت کرنے والے یعنی ہمیشہ شرابی اور ماں باپ کا نافرمان اورزنا پر اصرارکرنے والے کونہیں بخشتا۔

اور دوسری روایت میں ہے کہ سود خور اور تکبر کے ساتھ پاجامہ اورتہبند کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا اور مسلمانوں کے درمیان پھوٹ ڈلوانے والا، ان لوگوں کی بھی اس مبارک رات میں مغفرت نہیں ہوتی اور جس مسلمان پر دوسرے مسلمان کا حق ہو اور اس نے صاحبِ حق سے معافی نہیں مانگی اس شبِ براءت میں وہ بھی مغفرت سے محروم رہتا ہے۔

حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سیّدنا محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جاءنی جبریل لیلة النصف من شعبان وقال یا محمد ارفع رأسك إلی السماء فقلت ما هذه اللیلة قال هذه لیلة یفتح الله فیها ثلثمائة باب من أبواب الرحمة یغفر الله لجمیع من لا یشرك به شیئًا إلا أن یکون ساحرا أو کاهنا أو مصرا علی الزنا أو مدمن خمر۔

(نزهة المجالس ومنتخب النفائس)

یعنی جبریل میری خدمت میں شعبان کی پندرہویں رات میں حاضر ہوئے اورعرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سراقدس کو آسمان کی طرف بلند فرمایئے۔ میں نے ارشاد فرمایا یہ کون سی رات ہے؟ تو جبریل علیہ السلام نے عرض کی یہ مبارک رات ہے اللہ تعالیٰ اس رات میں رحمت کے تین سو دروازے کھولتا ہے اور سب مسلمانوں کو بخشتا ہے سوائے بدمذہبوں مشرکوں کے اور جادوگر اور کاہن اور زنا پر اصرار کرنے والا اور

ہمیشہ کا شرابی نہیں بخشا جاتا۔

اور ایک حدیث شریف میں ہے: یطلع اللہ علی خلقہ لیلۃ النصف من شعبان فیغفر لجمیع خلقہ إلا المشرك والمشاحن یعنی المصارم لأخیہ المسلم۔ (نزھۃ المجالس ومنتخب النفائس)

یعنی رب تبارک وتعالیٰ شعبان کی پندرہویں رات میں تجلیٔ خاص فرماتا ہے اور مشرک وبدمذہب اور مسلمانوں میں جھگڑا لڑوانے والے کے سوا سب کو بخش دیتا ہے۔

## شبِ براءت کی برکات

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس، خلیفۃ اللہ الاعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا: إذا کانت لیلۃ النصف من شعبان فقوموا لیلھا وصوموا نھارھا فإن اللہ ینزل فیھا لغروب الشمس إلی سماء الدنیا فیقول ألا من مستغفر لی فأغفر لہ ألا مسترزق فأرزقہ، ألا مبتلی فأعافیہ، ألا کذا ألا کذا حتی یطلع الفجر۔ (سنن ابن ماجہ)

یعنی جب شعبان کی پندرہویں رات ہو تو اس میں نوافل پڑھو اور پندرہ کو دن میں روزہ رکھو، بیشک وہ رات برکت والی ہے اور اللہ تعالیٰ اس مبارک رات میں ارشاد فرماتا ہے کون ہے مغفرت مانگنے والا کہ میں اس کو بخش دوں اور کون عافیت طلب کرنے والا کہ اس کو عافیت عطا فرماؤں اور کون ہے روزی مانگنے والا اسے روزی عطا کروں، ہے کوئی یہ مانگنے والا، ہے کوئی یہ مانگنے والا، صبح صادق طلوع ہونے تک یہ ندائیں اور یہ بخششیں ہوتی رہتی ہیں۔

اور ایک روایت میں یوں میں ہے: من أحیی لیلۃ العید ولیلۃ

النصف من شعبان لم یمت قلبہ فی یوم تموت القلوب۔(نزھۃ المجالس ومنتخب النفائس)

یعنی جس مسلمان نے عید کی دونوں راتیں اور پندرہویں شعبان کی رات زندہ کی (یعنی اِن راتوں میں عبادت کی )تو ان کا دل مردہ نہیں ہوگا جس دن لوگوں کے دل مردہ ہوجائیں گے۔''وفی الاقناع ان اللہ تعالیٰ فیھا عتقاء من النار بعدد شعر غنم بنی کلب''یعنی اقناع میں یہ روایت مذکور ہے کہ ارشادفرمایا یقیناً اللہ تعالیٰ کے دربار سے اس کے بندے مسلمانوں کو جہنم سے آزادی کے پروانے شب براءت میں اتنی تعداد میں ملتے ہیں جتنی تعداد میں بنی کلب کی بکریوں کے بال ہیں۔(نزھۃ المجالس ومنتخب النفائس)

اورکشاف وتفسیر سراج منیر وتفسیر کبیر وتفسیر جمل وغیرہ میں اِن الفاظِ مبارکہ سے ایک حدیثِ شریف ہے:إن اللہ یرحم أمتی فی ھذہ اللیلۃ بعدد شعر أغنام بنی کلب۔

یعنی حضورِ اقدس ،سیّدالانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں بیشک اللہ تعالیٰ میری امت پراس رات میں اتنی رحمتیں فرماتا ہے جتنے بنی کلب کی بکریوں کے بال ہیں۔

## اس مقدّس رات میں کیا ھوتاھے؟

امام بیہقی نے دعواتِ کبیر میں حضرت سیّدتنا صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضور سیّدنا رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اے (حضرت) عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کیا جانتی ہو کہ اس رات یعنی پندرہویں شعبان کی رات میں کیا ہوتا ہے۔ آپ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرمایئے اس رات میں کیا ہوتا ہے؟

''فیھا أن یکتب کل مولود بنی آدم فی ھذہ السنۃ، وفیھا أن یکتب کل ھالك ستاد بنی آدم فی ھذہ السنۃ، وفیھا ترفع أعالھم وفیھا تنزل أرزاقھم ''یعنی حضورِ والا نے ارشادفرمایا اس شب میں پورے سال میں جو پیدا ہوتے ہیں وہ لکھ دیئے جاتے ہیں اور جتنے سال بھر میں ہلاک ہونے والے ہیں وہ بھی لکھ دیئے جاتے ہیں اوراسی شبِ براءت میں ان کے اعمال بلند کئے جاتے ہیں اوراسی میں ان کے رزق اتارے جاتے ہیں۔

اورحضرت سیّدنا مولیٰ علی مشکل کشارضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضورسیّدنا محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشادفرمایا: إذا کانت لیلۃ النصف من شعبان فقوموا لیلھا وصوموا نھارھا فإن اللہ ینزل فیھا لغروب الشمس إلی سماء الدنیا، فیقول ألا من مستغفر فأغفر لہ، ألا مسترزق فأرزقہ، ألا مبتلی فأعافیہ، ألا کذا ألا کذا حتی یطلع الفجر۔

یعنی جب شعبان کی پندرھویں رات ہوتواس میں نفلیں پڑھواوراس کے دن میں یعنی پندرہ شعبان کوروزہ رکھو کہ بیشک اللہ تعالیٰ اس رات میں غروبِ آفتاب کے قریب سے آسمانِ دنیا پر خاص تجلی فرماتا ہےاور ارشادفرماتا ہےکوئی بخشش مانگنے والا ہے کہ اس کی مغفرت کردوں، ہےکوئی روزی طلب کرنے والاجس کوروزی دوں، ہےکوئی عافیت کا خواہاں جس کو عافیت دوں ہے، ہےکوئی اس کا خواہاں اور ہےکوئی اس کا خواہش مند، یہ عطیات اور بخششیں صبح صادق کےطلوع تک ہوتی رہتی ہیں۔(رواہ ابن ماجہ)

اورحدیث شریف میں ہےحضورسیّدالمرسلین، خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے

ہیں جبریل علیہ السلام اس شب میں میرے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ باہر جلوہ افروز ہو کر آسمان کو ملاحظہ فرمائیں، میں نے آسمان کو دیکھا کہ اس کے دروازے کھلے ہیں اور منادی ندا کر رہے ہیں:

طوبیٰ لمن عمل خیرا فی ھذہ اللیلۃ، (طوبیٰ لمن صلی علیٰ ھٰذہ اللیلۃ، طوبیٰ لمن قام فی ھذہ اللیلۃ) طوبیٰ لمن رکع فی ھذہ اللیلۃ، طوبیٰ لمن سجد فی ھذہ اللیلۃ، طوبیٰ لمن بکی فی ھذہ اللیلۃ۔ (نزھۃ المجالس و منتخب النفائس)

یعنی مبارک ہو اس کو جو اس رات میں نیک عمل کرے (اور خوشی ہو اس کو جو اس شب میں نماز پڑھے، مبارک ہو اسے جو اس رات میں قیام کرے) مژدہ ہو اسے جو اس رات میں رکوع کرے اور سجدے کرے، خوشخبری ہو اس کو جو آج کی رات میں روئے، گڑگڑائے اور دعائیں مانگے اور ہے کوئی گناہوں سے مغفرت مانگنے والا کہ اس کی مغفرت کی جائے اور ہے کوئی اولاد کا طالب کہ اسے اولاد دی جائے اور ہے کوئی روزی کا خواہاں کہ اسے روزی دی جائے، ہے کوئی مقدمہ میں کامیابی، فتح مندی مانگنے والا، ہے کوئی مراد مانگنے والا کہ اسے اس کی مراد دی جائے، ہے کوئی یہ مانگنے والا، کوئی وہ مانگنے والا۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں، میں نے ارشاد فرمایا اے جبریل یہ ندائیں اور بخششیں کب تک ہوتی ہیں۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ عطیات اور یہ ندائیں چودھویں شعبان کی عصر سے شروع ہوتی ہیں اور پندرہ شعبان کی فجر طلوع ہونے تک یہی رحمت و بخشش رہتی ہے۔

# دنیا کے تمام امور کے دفتر اس رات فرشتوں کے سپرد کردیئے جاتے ھیں

اور امام محی السنۃ بغوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور سلطان دارین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اس رات میں شعبان سے شعبان تک کے تمام امورِ عالم کے دفاتر فرشتوں کے سپرد کئے جاتے ہیں، یہاں تک کہ آدمی شادی کرتا ہے اور اس کے یہاں بچہ ہوتا ہے، اس کی خوشی مناتا ہے، مکان بنواتا ہے حالانکہ اس کا نام مُردوں میں لکھا جاچکا ہوتا ہے اور حضرت سیّدنا وابن سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: أن اللہ تعالی یقضی الأقضیۃ فی لیلۃ نصف شعبان، ویسلمھا إلی أربابھا فی لیلۃ القدر۔ (تفسیر جمل، کرخی وقرطبی)
یعنی بیشک اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں رات سال بھر کے احکام نافذ فرماکر مدبرات امر کے سپرد فرمادیتا ہے اور مدبرات امر چار فرشتے جبریل و میکائیل و اسرافیل وعزرائیل ہیں۔ علیٰ نبیا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام

اور تفسیر ابن کثیر وتفسیر جمل وتفسیر سراج منیر وتفسیر صاوی اور تفسیر کبیر میں حدیث شریف ہے کہ حضور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں: من صلی فی ھذہ اللیلۃ مائۃ رکعۃ ارسل اللہ تعالی الیہ مائۃ ملك ثلاثون یبشرونہ بالجنۃ وثلاثون یؤمنونہ من عذاب النار وثلاثون یدفعون عنہ آفات الدنیا وعشرۃ یدفعون عنہ مکاید الشیطان۔
یعنی جو شخص اس رات کو سو رکعت پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے پاس سو فرشتے بھیجے گا جن میں سے تیس فرشتے اسے جنت کی خوشخبری دیں گے اور تیس اسے جہنم کے عذاب

سے بچائیں گے اورتیس دنیا کی آفتوں بلاؤں کواس سے دور کریں گے اوردس فرشتے اس سے ابلیس لعین کے مکروفریب کودور کریں گے اورایک روایت میں ہے کہ جوکوئی شب براءت میں کھانا، کپڑا یانقد جوہوسکے خیرات کرے گاتواللہ تعالیٰ اس کی ہرچیز میں برکت دے گااوراس کی روزی کشادہ فرمائے گا۔

اورایک روایت میں ہے کہ جوشخص پندرہویں شعبان کو زندہ رکھے گا (عبادت کرے گا) تواللہ تعالیٰ اس کومرنے کے بعد زندہ رکھے گااور مفتاح الجنان میں ہے جوشخص چودہ شعبان کوغروبِ آفتاب کے قریب ''لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم'' چالیس مرتبہ اور درودشریف سو بار پڑھے گا تواللہ تعالیٰ اس کے چالیس برس کے گناہ بخش دے گااور چالیس حوران بہشتی اس کی خدمت کے لئے مقرر کرے گا۔

اورایک حدیث میں ہے کہ حضورِ اکرم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشادفرماتے ہیں شعبان کی درمیانی رات یعنی شبِ براءت کو بزرگ ومعظم رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو معظم ومکرم کیاہے اورارشادفرمایا جوشخص دوزخ سے امان چاہے وہ اس رات میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے۔سبحان اللہ

سبحان اللہ بڑی مقدس ومبارک وہ رات ہے کشاف وتفسیر کبیر، سراج منیرو تفسیر جمل وتفسیر صاوی وتفسیر ابوالسعو دوروح البیان وغیرہامیں آیۃ مبارکہ''انا انزلناہ فی لیلۃ مبارکۃ'' کے تحت میں ہے۔جلالین شریف کی عبارت ہے:نزل فیھا من ام الکتاب من السماء السابعۃ الی سماء الدنیا۔

اورجمل کی عبارت یہ ہے''ای جملۃ ام الکتاب ای اللوح المحفوظ

الی السماء الدنیا ومعنی انزالہ من اللوح المحفوظ الی السماء الدنیا‘‘یعنی اس رات میں قرآنِ عظیم تمام وکمال لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا پر نازل ہوا، پھر آسمانِ دنیا سے نجماً نجماً بندوں کی ضرورت کے مطابق حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر نازل ہوتا رہا۔

## شبِ برأت کی دو رکعتیں
## چالیس سالوں کی عبادت سے افضل ھیں

روض الافکار میں ہے کہ حضرت سیّدنا روح اللہ وکلمۃ اللہ عیسیٰ علیہ السلام ایک مرتبہ پہاڑ کی سیر فرمارہے تھے کہ ایک چٹان ملاحظہ فرمائی جو نہایت سڈول اور بہت صاف وشفاف تھی۔ آپ وہاں ٹھہر کر اس چٹان کو بغور دیکھتے رہے تو خدائے تعالیٰ نے فرمایا اے عیسیٰ! کیا یہ چٹان تم کو پسند ہے۔ عرض کی یارب یہ چٹان بہت خوبصورت ہے۔ رب تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے عیسیٰ کیا اس چٹان کے اندر کی چیز بھی دیکھو گے۔ آپ نے عرض کی یااللہ ضرور دیکھوں گا تو حکمِ الٰہی سے وہ چٹان درمیان سے شق ہوگئی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ملاحظہ فرمایا کہ چٹان کے درمیان میں ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے اور اس کے قریب ایک طرف پانی کا چشمہ جاری ہے اور ایک طرف انگور کی بیل ہے جس میں انگور کے خوشے لگے ہیں، جب اس نے نماز ختم کی آپ نے اس سے سلام ومصافحہ فرمایا اور دریافت کیا کہ تم کون ہو اور یہاں کیا کرتے ہو۔ عرض کیا میں موسوی امت کا ایک فرد ہوں۔ میں نے ایک اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ مجھ کو عبادت کرنے کے لئے انسانوں سے الگ تنہائی کی جگہ عنایت فرما تو رب کریم جل جلالہ نے اس چٹان کے اندر مجھے خلوت کی جگہ بخشی، نہ مجھے بیوی بچوں کا خیال ہے نہ یارودوستوں کے میل جول میں وقت ضائع ہوتا ہے، نہ اپنے کھانے پینے

کی فکر ہے، کھانے کے لئے اس بیل میں انگور ہوتے رہتے ہیں اور پینے کو یہ پانی کا میٹھا ٹھنڈا چشمہ ہے۔ دن میں روزہ رکھتا ہوں اور ہر وقت عبادتِ الٰہی میں مشغول رہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا پتھر کی اس سل کے اندر تم کب سے ہو، کتنی مدت اس میں رہے، عرض کی چارسو برس مجھ کو اس چٹان میں رہتے اور اسی طرح روزے رکھتے اور عبادت کرتے گزر گئے ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ ساعت فرما کر بارگاہِ خداوندی میں عرض کی الٰہی تیرے بندوں میں اس بندے کی سی عبادت تو کسی اور کی نہ ہوگی کہ وہ دنیا کی فکروں سے آزاد ہوکر چارسو برس ہر وقت عبادت میں رہا اور چار سو برس کے روزے رکھے تو اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی ''من صلی لیلۃ النصف من شعبان من امۃ محمد صلی اللہ علیہ وعلی اٰلہٖ واصحابہ وسلم رکعتین فھو افضل من عبادتہ اربعمائۃ سنۃ'' یعنی جو شخص میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امت والا شعبان کی پندرہویں رات میں دو رکعت نماز پڑھے گا وہ اس کی چارسو برس کی عبادت سے زیادہ بہتر وبرتر ہوگا اور اس سے زیادہ ثواب پائے گا۔ (نزھۃ المجالس ومنتخب النفائس) فسبحان اللہ وبحمدہٖ

## اس رات ارواح خصوصی طور پر اپنے اقارب کے پاس آتی ہیں انہیں اپنے لئے ایصالِ ثواب کا حکم دیتی ہیں

فتاویٰ خیریہ وغیرہ میں ہے کہ اس رات میں ارواح مومنین اپنے اپنے عزیزوں، قریبوں کے گھروں پر آتی ہیں اور کہتی ہیں اے گھر والو! تم ہمارے گھروں میں رہتے ہو، ہمارے مالوں کو برتتے ہو، ہمارے بچوں سے خدمت لیتے ہو، خدا کے

واسطے ہمیں کچھ دو، ہمارے لئے ایصالِ ثواب کرو، ہمارے نامۂ اعمال ختم کردیئے گئے اور تمہارے نامۂ اعمال ابھی جاری ہیں۔ اگر گھر والے حسبِ مقدرت ایصالِ ثواب وفاتحہ وختم وخیرات کرتے ہیں تو یہ ارواح خوش خوش ان کے حق میں دعائے خیر کرتی ہوئی واپس چلی جاتی ہے اور اگر گھر والے ناخلف وہابی ہوئے جو فاتحہ وایصالِ ثواب کو کفر وشرک وحرام وبدعت کہتے ہیں تو یہ ارواح خالی واپس ہوتی ہیں اور گھر والوں کے لئے دعائے نقصان وخسران کرتی ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

اور ایک حدیث پاک حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے

اذا کان یوم العید ویوم العشر ویوم الجمعة الا ولیٰ من شهر رجب ولیلة النصف من شعبان ولیلة الجمعة یخرج الاموات من قبورهم ویقفون علی ابواب بیوتهم ویقولون ترحموا علینا فی هذه اللیلة بصدقة ولو بلقمة من خبز فانا محتاجون الیه فان لم یجدوا شیئا یرجعون بالحسرة۔

یعنی جب عید کا دن ہوتا ہے یا روزِ عاشورہ یا رجب کے مہینہ کا پہلا جمعہ یا شعبان کی پندرہویں رات یا جمعہ کی رات تو مردے اپنی قبروں سے نکلتے ہیں اور اپنے اپنے گھروں کے دروازوں پر وہ روحیں ٹھہرتی ہیں اور کہتی ہیں اے گھر والو! ہمارے اوپر رحم وکرم مہربانی کرو، آج کی رات میں ہمارے لئے کچھ صدقہ کرو، اگرچہ ایک نوالہ روٹی کا صدقہ دو کیونکہ یقیناً ہم لوگ صدقہ خیرخیرات، فاتحہ ایصالِ ثواب کے محتاج

ہیں، پس اگر وہ روحیں کچھ نہیں پائیں یعنی گھر والے فاتحہ درود کچھ نہیں کرتے تو وہ روحیں حسرت وناامیدی کے ساتھ واپس جاتی ہیں۔ معاذ اللہ رب العالمین

اب جس زندہ کی مرضی ہو ختم فاتحہ کرے اور اپنے مرے ہوؤں کو خوش خوش واپس کرے اور جس ناخلف کی مرضی ہو وہ اپنے مرے ہوؤں کو اپنے دروازے سے ناامید واپس کرے اور روحوں کے اپنے گھروں پر آنے کی حدیثیں دیکھنا ہوں تو حضور پُرنور سیّدنا اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مجدد ِاعظم، دینِ ملّت، شیخ الاسلام والمسلمین مولانا الحاج حافظ قاری مفتی شاہ عبدالمصطفیٰ محمد احمد رضا خان صاحب قادری برکاتی رسولی بریلوی رضی الرحمن عنہ کا رسالہ مبارکہ ''ایتان الارواح'' کا مطالعہ کریں۔

سبحان اللہ کیسی رات ہے جس میں حضور سیّد المحبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے سیّد الشافعین بنادیا۔ تفسیر کبیر وتفسیر جمل وتفسیر صاوی میں ہے کہ شبِ برأت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تمام امت کی شفاعت کا اختیارِ کُلی عطا فرمادیا

یہ شب شبِ براءت ہے رحمت کی رات ہے
بخشش کی آج شام ہے برکت کی رات ہے

حدیث شریف میں ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم شبِ براءت میں بنفس نفیس بقیع شریف قبرستان میں تشریف فرما ہوئے ہیں۔

## ماہِ شعبان کے فضائل

حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رمضان المبارک کے علاوہ کسی اور مہینہ میں اتنے روزے نہ رکھتے جتنے شعبان کے مہینے میں روزے رکھتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! آپ شعبان میں بہت

روزے رکھتے ہیں تو ارشاد فرمایا: ذلك شهر يغفل الناس عنه بين رجب ورمضان، وهو شهر ترفع فيه الأعمال الى رب العالمين، فأحب أن يرفع علی وأنا صائم۔

یعنی یہ شعبان کا مہینہ رجب المرجب اور رمضان المبارک کے درمیان میں ہے۔ اس میں بندوں کے اعمال رب تبارک وتعالیٰ کے حضور میں پیش ہوتے ہیں تو میں پسند کرتا ہوں کہ میرے عمل روزے کی حالت میں پیش کئے جائیں۔

حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا

ما رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يصوم شهرين متتابعين إلا شعبان ورمضان۔ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی ابن ماجه)

یعنی میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دو مہینہ کے پے در پے روزے رکھتے نہیں دیکھا سوائے شعبان اور رمضان کے۔

اور حضرت سیّدتنا اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

ما رأيتهٗ فی شهر اکثر منه صياماً فی شعبان۔ (بخاری ومسلم)

یعنی میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو شعبان کے مہینہ سے زیادہ کسی مہینہ میں روزے رکھتے نہیں دیکھا۔

اور حضور تاجدارِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: فضل شهر شعبان علی الشهور کفضلی علی سائر الأنبياء۔ یعنی ماہِ شعبان کو تمام مہینوں پر ایسی فضیلت ہے جیسی مجھے فضیلت تمام نبیوں پر حاصل ہے۔

اور حدیث شریف میں ہے :سئل النبی صلی الله علیه وسلم: أی الصیام أفضل بعد رمضان؟ قال:شعبان۔
یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ رمضان المبارک کے روزوں کے بعد کس مہینہ کے روزے زیادہ فضیلت والے ہیں۔ ارشاد فرمایا شعبان کے روزے افضل ہیں۔

اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: اذا دخل شعبان ظهروا انفسكم لشهر رمضان وحسنوا نيتكم فيه فان فصل شعبان كفضلی علیكم الا ان شعبان شهری فمن صام منه یوماً حلت له شفاعتی۔
یعنی جب شعبان کا مہینہ آئے تو اپنے نفسوں کو رمضان المبارک کے لئے پاس کرو اور اپنی نیتوں کو اچھا کرو کہ بیشک شعبان کی بزرگی ایسی ہے جیسے میری عظمت و بزرگی ہے تم لوگوں پر۔ خبردار ہو جاؤ کہ بیشک شعبان میرا مہینہ ہے تو جس نے شعبان میں ایک دن روزہ رکھا اس کو میری شفاعت حلال ہو گئی۔ فسبحان اللہ وبحمدہ

اور حضور آخرالانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: رجب شهر الله، و شعبان شهری، ورمضان شهر أمتی۔
یعنی رجب المرجب اللہ تعالیٰ کا مہینہ اور شعبان المعظم میرا مہینہ اور رمضان المبارک میری امت کا مہینہ ہے۔

اور خاص شعبان کی پندرہویں تاریخ کے روزے کی فضیلت میں یہ حدیثِ پاک ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں :من صام یوم الخامس عشر من شعبان لم تمسه النار۔

یعنی جو شخص شعبان کی پندرہ تاریخ کو روزہ رکھے گا اسے جہنم کی آگ نہ چھوئے گی۔
سبحان اللہ

علامہ صفوری شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نزہۃ المجالس میں فرماتے ہیں علمائے کرام نے فرمایا ہے شعبان میں پانچ حروف ہیں۔ اوّل **شین** جس سے اشارہ ہے کہ اس مہینہ میں روزہ رکھنے والے کو شرف حاصل ہوتا ہے، دوم **عین** جس سے اشارہ ہے کہ اس مہینہ کی عظمت کرنے والے کی دنیا میں عزت ہوگی اور عقبیٰ میں مرتبہ عظیم پائے گا اور سوئم **ب** اس کا اشارہ ہے کہ دنیا میں برکت حاصل ہوگی اور قبر میں روشنی اور محشر میں بلندی و بالائی حاصل ہو اور چہارم **الف** جس سے ایما ہے کہ اس مہینہ کی عزت کرنے والے کو دنیا میں امن و ایمان ملے اور قیامت کے روز امان حاصل ہو ور پنجم **نون** یعنی دنیا میں نور اور آخرت میں نجات ملتی ہے جو شخص شعبان کی بزرگی کا لحاظ رکھتا ہے۔

اور فرمایا کہ شعبان اَبر کی طرح ہے اور رمضان بارش کی مانند ہے اور ظاہر ہے کہ جب تک بادل نہ ہو بارش نہ ہوگی یعنی جب تک شعبان میں روزے رکھ کر خیر خیرات کر کے خود کو پاک نہ کرے گا رمضان المبارک کے فیضان سے فیضیاب نہ ہوگا۔ امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خطبہ میں نقل فرمایا ہے کہ: **شهر انشق فيه القمر لسيد ولد عدنان۔**

یعنی شعبان وہ مبارک مہینہ ہے جس میں حضور سیّد الکائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے چاند دو ٹکڑے ہوا۔

یعنی اسی مہینہ میں معجزہ شق القمر کا ظہور ہوا۔ سبحان اللہ

اور یہی ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ حدیث روایت کرتے ہیں کہ حضور سرورِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شعبان شھری ترفع فیہ اعمال العباد الی اللہ تعالیٰ مامن عبد یصوم منہ ثلاثۃ ثم یصلی علی عند افطارہ ثلاث مرّاتٍ الا غفرت ذنوبہ ربورك لہ فی رزقہ وحملہ اللہ تعالیٰ یوم القیمۃ علی ناقۃ من فوق الجنۃ فلا یبرح علیھا حتی یدخل الجنۃ۔

یعنی شعبان میرا مہینہ ہے اس میں بندوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش کئے جاتے ہیں جو مسلمان بھی اس ماہ میں روزے رکھے گا اور افطار کے وقت مجھ پر تین تین بار درود شریف پڑھے گا اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور اس کی روزی میں برکت کی جائے گی اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے جنتی اُونٹنی پر سوار کرے گا تو اسی پر سوار ہو کر جنت میں داخل ہوگا۔ سبحان اللہ وبحمدہ

خلاصہ یہ کہ مسلمان کو ماہِ شعبان میں اور خاص کر شبِ برأت میں خیر خیرات وصدقات کرنا چاہیے، نوافل پڑھیں اور قرآنِ کریم کی تلاوت کریں، درود شریف پڑھیں، میلاد شریف پڑھیں اور سنیں۔ صلاۃ وسلام وذکر الٰہی اور ذکر سرکار رسالت پناہی کے حلقے کریں اور ان میں شرکت کریں اور اپنے گناہوں سے توبہ واستغفار کریں۔ استغفار کی کثرت کریں، اللہ تعالیٰ سے تضرع وزاری کے ساتھ حضورِ اکرم، سیّد المحبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے دعا مانگیں۔ اپنے لئے اور اپنے اہل وعیال کے لئے اور تمام مسلمانان اہلسنّت مرد وزن کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور میں اس کے پیارے محبوب، دانائے جمیع خفایا وغیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا واسطہ اور وسیلہ پیش کر کے امن وسلامتی وعفو وعافیت واستقامت بر مذہب اہلسنّت کی دعا کریں اور اموات مسلمین

کے لئے فاتحہ وایصالِ ثواب کریں اور مسلمانوں کے قبرستان میں جائیں اور ان کے لئے دعائے مغفرت کریں اور اس مبارک دعا کی اس رات میں کثرت کریں

اللھم انك عفو کریم تحب العفو فاعف عنا یا کریم

## مولوی اسمعیل کا اعتراف

شبِ براءت میں خود حضور سرورِ دوعالم ﷺ کا بنفس نفیس بقیع شریف کے قبرستان میں جلوہ افروز ہونا خود امام الوہابیہ مولوی اسمعیل دہلوی نے بھی مانا ہے۔ ملاحظہ ہو اس کی کتاب صراطِ مستقیم صفحہ ۵۴ و ۵۵ مطبوعہ مجتبائی دہلی میں ہے: پس ادعیہ کہ درحق اموات دروقت حضور قبور یافت یا غیبت آں بوضعی کہ از جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مروی ثابت شدہ بہمان وضع اگر بوقوع آید افضل است از اوضاع دیگر مثلاً آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم در شب براءت تنہا بے اطلاع واعلام احدی در بقیع شریف بردند و دعا فرمودند و کسی را از صحابہ امر نفرمودند کہ دریں شب بر مقابر باید رفت و دعا باید کرد چہ جائیکہ تاکید کردہ باشند پس امحال اگر کسے اتباع پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم منظور داشتہ در شب براءت در مقبرہ و مجمع صلحا نمودہ ادعیہ وافرہ کند ادرا بمخالفت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ملام کردن نمی رسد لیکن این قدر باید فہمید کہ این امر شدہ برسم انجامیدہ حقیقت کارواں باقی نہ ماند۔

یعنی پس وہ دعائیں جو گزرے ہوؤں کے لئے قبرستان میں حاضری کے وقت یا بغیر حاضری کے اس طریقہ پر جو حضور رسول کریم ﷺ سے مروی و ثابت ہیں اگر اسی طریقہ پر واقع ہوں تو زیادہ بہتر ہے بانسبت دوسرے طریقوں کے، مثلاً وہ سرورِ عالم وعالمیان ﷺ شبِ براءت میں بغیر خبر واطلاع کے بقیع شریف قبرستان تشریف

لے گئے اور دعا فرمائی اور صحابہ کرام میں سے کسی کو حکم نہ فرمایا کہ اس رات میں قبرستان میں جانا چاہیے اور دعا کرنی چاہیے تو تاکید کہاں۔ پس ایسی صورت میں اگر کوئی مسلمان حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرتے ہوئے شبِ براءت میں قبرستان اور نیکوں کے مجمع میں جائے اور دعاؤں کی کثرت کرے تو اس کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کی وجہ سے ملامت اور لعن طعن نہیں کرنا چاہیے لیکن اتنا جان لینا چاہیے کہ یہ کام ہوتے ہوتے رسم ہو جائے گا اور حقیقت اس کام کی باقی نہیں رہے گی۔

سنی مسلمان بھائی دہلوی کی اس عبارت میں غور فرمائیں کہ کتنے کتنے دھوکے دیئے ہیں، اوّل یہ کہ کہتا ہے "بے اطلاع واعلام احدے" یہ قید کیوں بڑھا رہا ہے تاکہ مسلمانوں کو شبِ براءت میں قبور جانا حرام بتا دے، دوم یہ کہ "وکسے راز صحابہ امر نفر مودند کہ دریں شب بہ مقابر باید رفت ودعا باید کرد" معاذ اللہ کیسی عیاری ومکاری کرتا ہے یہ ساری قیود مسلمانوں کو قبرستان جانے سے روکنے کے لئے ہے اور امر نفر مودند کس بے حیائی وڈھٹائی سے کہتا ہے حالانکہ امت کی رہبری کے لئے لکھتا تو یوں لکھتا کہ "وکسے را از صحابہ منع نفر مودند" مگر وہابی دھرم کا تو منشاء یہی ہے کہ مسلمانوں کو خیر خیرات سے روکا جائے اور اللہ عزّ وجل ورسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ کا غدار اور اولیائے کرام سے باغی بنایا جائے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

مسلمان سنی بھائی خوب یاد رکھیں کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے افعالِ مبارکہ کی پیروی کرنے میں امت کو دو باتیں دیکھنا ہیں۔ پہلی یہ کہ یہ فعل حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات سے تو نہیں ہے، کسی حدیث پاک سے یہ تو ثابت نہیں ہوتا۔ دوسری یہ کہ اس کام سے حضور والا نے امت کو منع تو نہیں فرمایا ہے اور منع فرمانا تو کجا بلکہ دوسری

احادیث مبارکہ میں امت کو قبرستان جانے کا حکم فرماتے ہیں۔ارشاد فرماتے ہیں ''نہیتکم عن زیارۃ القبور الا فزوروھا''یعنی پہلے میں نے قبروں کی زیارت سے تم کو منع فرمایا تھا خبر دار ہوجاؤ اب قبروں کی زیارت کیا کرو۔

اور اس ارشاد پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے عمل فرما کر بھی امت کو بتادیا تو امام الوہابیہ کے بقول عبارت یہ ہوئی کہ ''وامت را بر فتن مقابر امر فرمودند''سبحان اللہ وبحمدہٖ

سوم یہ کہتا ہے کہ'' چہ جائیکہ تاکید کردہ باشد''وہ اپنی پھوٹی آنکھوں سے دیکھے کہ ارشادِ اقدس ہے''الا فزوروھا''سبحان اللہ

چہارم کہتا ہے''اگر و کسے اتباع پیغمبر منظور داشتہ در شبِ برأت در مقبرہ و مجمع صلحا نمودہ ادعیہ وافرہ کند اور ابمخالفت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ملام کردن نمی رسد''دیکھئے کتنا بڑا دھوکہ دے رہا ہے کہ اتباعِ پیغمبر بھی بتاتا ہے اور مخالفت بھی کرتا ہے او پھر یہ بھی کہتا ہے کہ اس مخالفِ رسول کو بُرا نہ کہو۔معاذ اللہ رب العالمین

جب امام الوہابیہ مخالفِ رسول کو مخالفِ رسول جانتے ہوئے بھی اسے اچھا جانتا مانتا ہے تو یقینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا مخالف ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا مخالف مسلمان نہیں ہوسکتا۔

پنجم کہتا ہے کہ''ایں قدر باید فہمید کہ ایں امر شدہ برسم انجامیدہ''اس کا مطلب یہ ہے کہ کس طرح مسلمان قبرستان کو نہ جائیں۔اس رسم کو صرف ایک اشارہ سے سمجھ لیجئے کہ دیوبند کے مدرسہ میں درجہ بندی ووقت کی پابندی کتابوں کی قیود وغیرہ وغیرہ سب حقیقت سے دور اور بدعتِ سیئہ وحرام ہے۔اس کی مزید وضاحت آپ لوگ خود فرمائیں۔ششم''وحقیقت کارداراں باقی نخواہد ماند''تعجب ہے کہ مسلمان یہ

سمجھ کر کہ شبِ براءت میں قبرستان جانا سنت رسول ہے ہم اس سنت کی پیروی کر رہے ہیں جب قبرستان جائیں گے تو حقیقت پیرویٔ سنتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیوں نہ رہے گی۔

اعتراض: دیوبندی کہا کرتے ہیں کہ سنی لوگ شبِ براءت میں قبرستانوں میں کیسی کیسی بدعتیں کرتے ہیں۔ کہیں پر سبیل لگاتے ہیں، قبرستان میں روشنی کرتے ہیں اور قبرستان کے باہر دکانیں، کھانے اور چائے اور پھول وغیرہ کی لگاتے ہیں اور مولود پڑھتے ہیں، یہ سب حرام و بدعت ہے اس کا کہیں کوئی ثبوت نہیں ہے۔

جواب: اوّلاً کسی چیز کا حرام ہونا اور ہے اور کسی چیز کے حرام ہونے کا حکم نہ ہونا اور چیز ہے اور جس چیز کو اللہ اور رسول جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم نے حرام نہیں فرمایا اسے کون حرام کہہ سکتا ہے۔ کوئی دیوبندی ان چاروں مذکورہ چیزوں میں سے کسی ایک کو حرام نہیں ثابت کر سکتا ہے "ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا" ثانیاً اگر ذرا بھی عقل سے کام لے تو سمجھ میں آجائے کہ جس مسلمان کو جب معلوم ہوگا کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم شبِ براءت میں قبرستان میں جلوہ افروز ہوئے ہیں تو وہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی میں خود بھی جانا چاہے گا یا کوئی عالمِ دین یا بزرگ اس سنت پر عمل کرے یعنی شبِ براءت میں قبرستان جائے تو اس کے شاگرد اور مریدین اور متوسلین بھی معلوم ہونے پر ضرور جائیں گے اور یہ جانے والے ہر سال زیادہ ہوتے جائیں گے۔ اب ان مسلمانوں میں کسی کو پیاس لگے گی اور کوئی وضو کرنا چاہے گا تو اگر مسلمانوں کے آرام کے لئے کسی نے سبیل لگادی تو یقیناً وہ شخص ثواب پائے گا۔ رہی قبرستان میں روشنی کرنا تو یہ مسلمان قبرستان جانے والے وہاں پہنچ کر یہ تمنا کرتے ہیں کہ ہم اپنے گزرے ہوئے رشتہ دار اپنے باپ دادا کی قبر کے سامنے کھڑے ہو کر یا قریب

میں بیٹھ کر کچھ پڑھیں اوراس شوق میں قبروں کے بیچ میں گزرتے ہیں اورقبروں کی مختلف حالتیں ہوتی ہیں،کوئی اونچی کوئی نیچی کوئی زمین کے اندر۔ادھرشریعتِ مطہرہ کا حکم ہے قبر پر پیر نہ رکھو،ٹھوکر نہ مارو،قبر پر نہ چڑھو۔حدیث شریف میں ہے کہ حضوررسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کوملاحظہ فرمایا کہ قبر سے تکیہ لگائے ہے تو ارشاد فرمایا''صاحب القبر لا یوذیك او کمال قال''یعنی اے قبر سے تکیہ لگانے والے قبر والے کوتواذیت نہ دے اوروہ تجھ کوتکلیف نہ دے'' حدیث پاک سے یہ معلوم ہوا کہ قبرِمسلم کی اگرکسی قسم کی بےادبی وتوہین ہوتی ہے تو میت کوایذاوتکلیف ہوتی ہے یعنی اسے احساس ہوتا ہے جبھی تو تکلیف ہوتی ہے پھر وہ میت اس ایذا دینے والے کو ایذا دیتی ہے۔سبحان اللہ

یہ تصرف واختیارتو عام مُردوں کا ہے اور مقبولانِ بارگاہِ خداوندی ومحبوبانِ الٰہی کے تصرفات واختیارات کا کیا کہنا ہے اوریہیں یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ اگرکسی زندہ کی طرف سے قبر والے کوکوئی بھلائی پہنچتی ہے توقبر والے کی جانب سے اس زندہ کوبھی خیر پہنچتی ہے۔فالحمدللہ رب العلمین

قبرستان والے اس روشنی کے محتاج نہیں مگر یہ حاضرین وواردین وصادرین ضرورضروراس روشنی کے حاجت مند ہیں۔ان لوگوں کی محتاجی کودیکھ کراگرمسلمانوں نے وہاں روشنی کا انتظام کردیا تا کہ قبروں کی بےادبی نہ ہو،زندہ یا مُردوں کسی کو تکلیف نہ ہو یا لوگ اس روشنی میں قرآنِ عظیم کی یا دلائل الخیرات ودیگر وظائف کی تلاوت کریں تواس میں کفروشرک کیا ہوگا۔

الحمدللہ کسی وہابی دیوبندی کے پاس اس حرام وکفروشرک ہونے کی کوئی دلیل

مکڑی کے کمزور جالے کے برابر بھی نہیں ہے اور یہی مسلمان زائرین جب تلاوت و فاتحہ کرنے آئے تو اگر کسی نے مولود شریف بھی پڑھا تو اس پر کیا بُرا ہوا۔ یہ تو ذکر مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہے اور ذکر مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہی کے لئے قرآنِ کریم میں ''ورفعنا لك ذكرك'' ہے۔ یہی تو ذکر مسلمانوں کے ایمانوں کا چین اور جانوں کی راحت ہے اور سببِ نزولِ رحمت ہے۔ حضور پُرنور سیّدنا اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، امامِ اہلسنّت، مجددِ اعظم، دین وملّت، شیخ الاسلام والمسلمین، تاج الفحول الکاملین، راس العلماء الراسخین، حجۃ اللہ فی الارضین، آیۃ من آیات اللہ رب العالمین، فاضل ابن الفاضل مولانا الحاج مفتی حافظ قاری شاہ محمد احمد رضا خان صاحب قادری برکاتی آل رسولی بریلوی رضی الرحمن تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ورفعنا لك ذكرك کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے ترا ذکر ہے اونچا تیرا
مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا
تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

اور وہابیوں دیوبندیوں کے متعلق خوصیت سے فرماتے ہیں

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

تو میلاد شریف جائز و مستحسن ہے اور باعثِ نزول خیر و برکت ہے۔ اب رہا

قبرستان کے قریب چائے اور کھانے کی دکانیں لگانا اس کی وجہ یہ ہے ان زائرین میں بہت سے مسلمان وہ ہوتے ہیں جو شبِ براءت کی بیداری اور پندرہ شعبان کا روزہ دونوں سے بہرہ مند ہونا چاہتے ہیں اور قبرستان میں انہیں پڑھتے پڑھتے رات قریب ختم ہوجاتی ہے۔اگر اپنے گھر جائیں تو سحری کی سنت سے برکت حاصل نہیں کرسکتے۔

لٰہذا وہ چاہتے ہیں کہ کچھ کھانا مل جائے تاکہ سنت سحری ادا کی جائے ، دکانداروں کو یہ راز معلوم ہوا اور وہ دکانیں لگانے لگے تو یہ بھی جائز ہے۔ہاں پھول کی دکانیں ضرور بلبل کو اس کی محبت اور گوبر بلیوں کو اس سے نفرت ہے۔یہ اس لئے ہے کہ بزرگانِ دین ومشائخ کرام نے زیارتِ قبور کے آداب میں سے ایک ادب یہ بتایا ہے کہ قبر پر تازہ پھول یا سبز شاخ یا پتی رکھے اس کی تسبیح سے میت کو انسیت وفائدہ ہوتا ہے اور یہ صحیح حدیث سے ماخوذ ہے۔یہ معلوم کرکے پھول والے ہار پھول کی دوکانیں لگانے لگے اور سنی مسلمان ہار پھول خرید کر قبروں پر چڑھانے لگے مگر ان بیچاروں کو کیا خبر کہ وہابیوں کی قسمت میں ہمیشہ سے حرام ہے تو بحمدہٖ تعالیٰ یہ سب کام جائز ہے۔وہابی دیوبندی کتنا ہی حرام کریں حرام کرائیں،کہیں لکھیں، چھاپیں مگر اس طرح یہ کام حرام نہیں ہوسکتے۔والحمدللہ رب العالمین

اور اسی طریقہ سے تیجہ، دسواں، چالیسواں، برسی وعرس وغیرہ میں بہت سی حکمتیں ہیں اور وہابی دیوبندی خواہ مخواہ اپنی منہ زوری سے کفر وشرک بتاتے اور حرام کراتے ہیں اور دلیل سے ان کے ہاتھ بالکل خالی ہیں۔والعیاذ باللہ رب العالمین

اور ہوسکے تو شبِ براءت میں یہ دعا بھی پڑھیں کہ حضورِ اکرم،نورِ مجسم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں جو مسلمان اس دعا کو شبِ براءت میں پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو بُری موت اور ناگہانی اور اچانک موت سے محفوظ رکھے گا۔ وہ مبارک دعا یہ ہے

## دعائے شبِ براءت

اَللّٰھُمَّ یَا ذَا الْمَنِّ وَالْاِحْسَانِ ط یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ط یَا ذِی الطَّوْلِ وَالْاِنْعَامِ ط یَا لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ یَا ظَھْرَ الْمُسْتَجِیْرِیْنَ وَ یَا رَجَآءَ الرَّاجِیْنَ وَ یَا صَرِیْخَ الْمُسْتَصْرِخِیْنَ وَ یَآ اَمَانُ الْخَائِفِیْنَ وَ یَا دَلِیْلِ الْمُتَحَیِّرِیْنَ وَ یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ ط وَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ط اَللّٰھُمَّ اَنْ کُنْتَ کَتَبْتَنِیْ فِیْ اُمِّ الْکِتَابِ عِنْدَکَ شَقِیًّا فَقِیْرًا فَامْحُ عَنِّیْ اِسْمَ الشَّقَآءِ وَاثْبُتْنِیْ عِنْدَکَ سَعِیْدًا غَنِیًّا وَّ اِنْ کُنْتَ کَتَبْتَنِیْ فِی الْکِتَابِ عِنْدَکَ مَحْرُوْمًا مُقْتَرًا عَلٰی رِزْقِیْ فَامْحُ عَنِّیْ حِرْمَانِیْ وَتَقْتِیْرَ رِزْقِیْ وَاکْتُبْنِیْ عِنْدَکَ سَعِیْدًا غَنِیًّا مُّوَفَّقًا لِّلْخَیْرِ مُوَثَّقًا عَلٰی رِزْقِیْ فَاِنَّکَ قُلْتَ فِیْ اُمِّ الْکِتَابِ یَمْحُو اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَ یُثْبِتُ وَ عِنْدَہٗ اُمُّ الْکِتَابِ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

اس دعا کے متعلق ایک ترکیب آگے بیان ہوگی۔

# فاتحہ وایصالِ ثواب کو کوئی حرام ثابت نہیں کرسکتا چھ احادیث سے جواز کا ثبوت

رہا اس رات میں خصوصیت کے ساتھ فاتحہ ایصالِ ثواب تو کوئی وہابی غیر مقلد نجدی اور وہابی دیوبندی قرآنِ عظیم وحدیث مبارکہ سے ہرگز ہرگز ناجائز وممنوع وحرام نہیں ثابت کرسکتا، کفر وشرک تو کجا بلکہ احادیثِ مبارکہ سے کھلم کھلا ثبوتِ جواز موجود ہے مگر ہٹ دھرمی کا کوئی علاج نہیں۔ سنئے حدیث شریف میں ہے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ! میری ماں کا انتقال ہوگیا ہے تو ان کے لئے کیا صدقہ ایصالِ ثواب کروں۔ ارشاد فرمایا "الماء" یعنی پانی کا صدقہ اس وقت بہتر ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کنواں کھدوایا۔ جب کنواں تیار ہوگیا تو اس کے کنارے کھڑے ہوکر آپ نے دعا کی "ھذہٖ لام سعد" بارِ خدایا اس کا ثواب سعد کی ماں کو پہونچے۔ (سنن ابی داؤد)

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ عبادتِ مالی کا ثواب اموات گزرے ہوؤں کو بخشنا جائز ہے بلکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشاد سے زمانۂ نبوی میں ہوا ہے تو سنت قولی ہوئی۔ سبحان اللہ وبحمدہ

دوسری حدیث شریف یہ ہے: عن أنس رضی الله عنه قال: یارسول الله، إنا نتصدق عن موتانا، ونحج عنهم، وندعو لهم، فهل یصل ذلك لهم؟ قال: نعم، إنه لیصل إلیهم، وإنهم لیفرحون به کما یفرح أحدکم بالطبق إذا أهدی إلیه۔

یعنی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے بارگاہِ نبوت میں عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم! ہم مُردوں کے لئے صدقہ کرتے اور خیرات دیتے (فاتحہ کراتے) ہیں اور ان کی طرف سے حج کرتے ہیں اور ان کے لئے مغفرت کی دعائیں کرتے ہیں تو کیا (یہ) انہیں پہونچتا ہے۔ ارشاد فرمایا! ہاں ضرور انہیں پہنچتا ہے اور یقیناً اس کے پہونچنے سے انہیں فرحت ومسرت وخوشی حاصل ہوتی ہے جس طرح تم میں سے کسی کو کوئی طبق تھال ہدیہ ملنے پر خوشی وشادمانی حاصل ہوتی ہے۔

(رواہ ابوحفص العکبری، شامی جلد ثانی)

اس حدیث شریف سے صاف صاف معلوم ہوا کہ حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں بھی اموات گزرے ہوؤں کے لئے صدقہ ایصالِ ثواب کرنے کا رواج تھا اور یہ بھی واضح ہوا کہ وہ حضرات اس کو جائز جانتے تھے ورنہ کیوں کرتے۔ رہ گیا سوال کرنا تو صرف اس لئے تھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی زبان مبارک سے سنیں کہ ہمارے صدقے ہمارے خیرات ہماری دعائیں انہیں پہنچتی ہیں یا نہیں اور حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے سن کر اطمینانِ کامل حاصل ہو اور بعد والوں کے لئے سند ہو کہ معترض وہابی کے آگے اسے ذکر کرکے اس کی دہن دوزی کرسکیں۔ اب وہابی بتائیں کہ وہ فاتحہ ایصالِ ثواب کو حرام وکفر بتا کر نئی شریعت گڑھ کر جہنم کے کس گڑھے میں پہونچے۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ عبادت مالی وعبادت بدنی دونوں کے ثواب حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنے گزرے ہوؤں کو بخشا کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ پیاری مثال بیان فرما کر انہیں اور ترغیب دلا دی۔ سبحان اللہ

وبحمدہ

تیسری حدیث حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ارشاد فرماتے تھے جس گھر والوں میں سے کوئی مرجاتا ہے اور وہ لوگ اس کے بعد اس کے لئے صدقہ فاتحہ ایصالِ ثواب کرتے تو (حضرت) جبریل اسے طبق میں لے جا کر اس میت کو ہدیہ دیتے ہیں اور اس قبر کے کنارے کھڑے ہو کر فرماتے ہیں: یاصاحب القبر العمیق ھذہ ھدیۃ أھداھا إلیك أھلك فاقبلھا فیدخل علیه فیفرح بھا ویستبشر ویحزن جیرانه الذین لا یھدی إلیھم بشیء۔
یعنی اگر گہری قبر والے ہدیہ تیرے گھر والوں نے بھیجا ہے اس کو قبول کر، پھر اندر جاتے ہیں تو قبر والا اس ہدیہ سے خوش ہوتا ہے اور فرحت کا اظہار کرتا ہے اور اس کے پڑوسی قبر والے جن کو بخشا نہیں گیا ہدیہ نہیں پہنچا وہ رنجیدہ ہوتے ہیں۔(رواہ الطبرانی فی الاوسط)

فائدہ: حدیثِ پاک سے معلوم ہوا کہ عبادت مالی وعباداتِ بدنی دونوں کا ایصالِ ثواب جائز ہے۔ فالحمدللہ رب العالمین

چوتھی حدیث شریف وہ ہے جو امام الوہابیہ نے بیان کی اور مذکور ہوئی کہ حضور سیّد المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم شبِ برأت میں قبرستان تشریف لے گئے اور دعا فرمائی اور چونکہ تنہا جلوہ افروز ہوئے تو یہ بات مخفی رہی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ تلاوت بھی فرمایا یا نہیں۔

اوہ! پیارے سنی بھائیو حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا صرف دعا فرمانا کہ یا اللہ ان

پر رحم فرما، ہمارے ہزاروں، لاکھوں قرآنِ عظیم پڑھ کر اس کا ثواب بخشنے سے کروڑوں، سنکھوں، مہاسنکھوں درجہ زائد بہتر و برتر ہے ہاں بعض احادیثِ مبارکہ سے جن میں غلاموں کو پڑھنا تعلیم فرمایا ہے۔ ان سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ سرکارِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ضرور کچھ تلاوت فرمایا ہوگا۔

پانچویں حدیث شریف میں مولائے کائنات علی مرتضیٰ، شیرِ خدا مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: من مر على المقابر وقرأ قل هو الله أحد إحدى عشرة مرة ثم وهب أجرها للأموات، أعطي من الأجر بعدد الأموات۔
یعنی جو شخص قبرستان میں جائے اور قل ھو اللہ شریف گیارہ بار پڑھ کر اس کا ثواب گزرے ہوئے کو بخشے تو اس پڑھنے والے کو ان مردوں کی تعداد کے برابر اجر ملے گا۔ (رواہ الدارقطنی)

چھٹی حدیث شریف، حضرت سیّدنا وابن سیّدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: إذا تصدق بصدقة تطوعا أن يجعلها عن أبويه فيكون لهما أجرها ولا ينقص من أجره شيء۔
یعنی جب تجھ میں کوئی شخص نفلی صدقہ کرے تو اس صدقہ کو اپنے ماں باپ کی طرف سے کردے تو اس کا اجر اس کے ماں باپ کو بھی ملے گا اور اس کے اجر میں سے کچھ کم نہیں ہوگا۔ (رواہ الطبرانی والبیہقی فی الشعب)

اِن حدیثوں سے یہی معلوم ہوا کہ عبادتِ مالی وعبادتِ بدنی دونوں کا

ایصالِ ثواب جائز ہے تو اگر کسی نے بیک وقت ایصالِ ثواب میں دونوں یعنی عبادت بدنی وعبادتِ مالی کو جمع کر دیا کہ کھانا اور ختمِ قرآن یا شیرینی وختمِ قرآن تو یہ حرام کیسے ہو جائے گا اور یہ بھی دیکھئے کہ حضور سیّد المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کس کس طریقے سے فاتحہ ایصالِ ثواب کے کرنے کی ترغیب دے رہے ہیں۔ سبحان اللہ سبحان اللہ وبحمدہ

## امام الوهابیه کا اقرار که ثواب صدقات وعبادات مردوں کو پهنچتا هے

امام الوہابیہ مولوی اسمعیل نے صراطِ مستقیم صفحہ ۵۳ پر لکھا ہے: تفصیل ایں، اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ مُردوں کو زندوں کی عبادت کا ثواب یقیناً پہنچتا ہے اور اسی طرح صراطِ مستقیم صفحہ ۵۴ پر ہے: ''سبیل دوم آنکہ زندہ فعلے کند کہ مقصود ازاں نفع ثواب رسانیدن بمیت منظور باشد'' یعنی دوسرا طریقہ یہ ہے کہ زندہ کوئی کام کرے جس کا مقصود میت کو نفع وثواب پہنچانا منظور ہو۔ سوم اسی صراطِ مستقیم صفحہ ۶۲ پر ہے ''ثواب وعبادت قولی وفعلی ومالی بروح مقدس آنجناب رسانیدن'' یعنی اور عبادت قولی عبادت فعلی وعبادت مالی کا ثواب بارگاہِ نبوت میں پیش کرنا حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے۔ سبحان اللہ

وہابیوں دیوبندیوں کو یہ تینوں تو بہت بھاری پڑ گئے۔ فقیر کا خیال ہے کہ وہابیوں، دیوبندیوں کے آگے یہ تینوں ذکر کر دینا کافی ووافی ہے کیونکہ دہلوی کی اتباع پیروی ان دونوں پر ضروری اور لازم ہے۔ رہا تعین یوم، دن مقرر کرنے کا اعتراض تو اولاً اس دن مقرر کرنے میں بڑی بڑی حکمتیں ہیں۔

جناب حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی فیصلہ ہفت مسئلہ میں لکھتے ہیں کہ دن مقرر کرنے سے وہ کام اپنی تاریخ میں ہوجاتا ہے ورنہ پڑا رہتا ہے، ثانیاً شبِ براءت یا چودہ شعبان امت نے نہیں مقرر کی بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے مقرر فرمایا ہے۔ قرآنِ کریم میں ہے "انا انزلناہ فی لیلة مبارکة، انا کنا منذرین فیھا یفرق کل امر حکیم "اس کے تحت میں مفسرین کرام نے ایک قول نقل کیا کہ لیلة المبارکة شعبان کی پندرہویں شب ہے اور اس کے نام بتائے اور حدیثوں سے اس قول کو مدلل و موئید کیا اور حضور سیاح لامکاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس رات کی وہ بخشش و رحمت وعظمت بیان فرمائی اور لیلة النصف من شعبان کے مبارک لفظوں سے صاف صاف فرمادیا تو یہ تقرر من جانب الشارع ہے۔ والحمد للہ رب العلمین

اب ذرا گنگوہی صاحب کی بھی سنئے۔ براہینِ قاطعہ، صفحہ ۲۸ پر ہے پس یہ حاصل ہوا کہ جس کے جواز کی دلیل قرونِ ثلثہ میں ہو خواہ وہ جزیہ بوجود خارجی ان قرون میں ہو یا نہ ہوا اور خواہ اس کی جنس کا وجود خارج میں ہوا ہو یا نہ ہوا ہو وہ سب سنت ہے۔ دیوبندیوں دیکھو گنگوہی کے فتویٰ سے فاتحہ ایصالِ ثواب کی ہر صورت نتیجہ وغیرہ وغیرہ سب سنت ہو گیا۔ والحمد للہ رب العلمین

## شب براءت کا حلوہ

اس حلوے پر بھی وہابی دیوبندی حرام کے فتوے دیتے ہیں اور امام الوہابیہ مولوی اسمٰعیل دہلوی نے تذکیر الاخوان، صفحہ ٦٦ مطبوعہ فخر المطابع لکھنؤ میں صاف لکھ دیا کہ شعبان میں حلوہ پکانا اور صفحہ ٦٣ پر ہے کفر و نفاق ہے یعنی جو مسلمان شبِ

براءت میں حلوہ پکائے وہ کافرومنافق ہے۔کفرتو وہابی کی بڑھتی دولت ہے اسی کو مبارک،مگرسنی بھائیوں سے عرض ہے کہ چودہ شعبان کوتیاری حلوہ صرف اس لئے ہوئی کہ مسلمانوں نے خیال کیا کہ یہ دن سال کا آخری دن ہے۔آج اپنے اہل وعیال، عزیز واقارب،دوست وآشنا کوکوئی عمدہ اورمرغوب چیز کھلائے اوراس سے ان کی خاطر و مدارات کر کے سنیوں کی خاطر داری بھی ہواور صلۂ رحمی بھی اورغرباء پروری بھی ہولہٰذا سنی مسلمانوں کے پیشواؤں نے غور کیا کہ حضور سرورِ انبیاء، محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کوکونسی چیز پسندیدہ ومرغوب ومحبوب تھی تو انہیں حدیث شریف ملی کہ حضرت سیّدنا اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يحب الحلوى والعسل۔

یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حلوہ اورشہد پسند فرماتے تھے یا میٹھی چیز اورشہد کومرغوب رکھتے تھے۔(رواہ البخاری)

لہٰذا یہ دیکھ کر بزرگانِ دین نے فرمایا کہ یہی بہتر ہے کہ حلوہ پکایا جائے۔

فالحمدللہ علیٰ ذلک

اب ذرا ہوشیار ہوکر شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی کا فتویٰ سنئے اور پڑھئے، شاہ صاحب کے ملفوظات میں ہے: باز از ابتدائے کرامت شب براءت فرمود کہ درشب پانزدہم شعبان بعد عشاء قریب سنہ وصال نجانہ آمدہ بود کہ ناگاہ جبرئیل آمد وگفت یک روز شب مبارک وتقسیم براءتیک سالہ ست برخیز وبرائے مدفونان جنت بقیع درانجا رفتہ دعا کن چنانچہ آنحضرت ہمیں کردند برائے آں رسم فاتحہ دریں شب ست خواہ نان وحلوا خواہ ہرچہ خواہد مگر درہند حلوا می باشد ودرنجارا وسرفراز قتلما وغیرہ می

کنند''یعنی سن وصال کے قریب شعبان کی پندرہویں رات میں حضور رسولِ کریم ﷺ کا شانۂ اقدس میں جلوہ افروز تھے کہ حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اورعرض کی یہ مبارک رات ہے، آج سال بھر کے کاروبار ورزق وغیرہ وغیرہ تقسیم ہوں گے، جنت البقیع تشریف لے جاکر وہاں کے مدفونین کے لئے دعا کیجئے تو حضورِ اقدس ﷺ نے ایسا ہی کیا اوراسی وجہ سے اس رات میں فاتحہ کا دستور ہے خواہ حلوہ یا روٹی ہو یا کچھ اور مگر ہندوستان میں حلوہ ہوتا ہے اور بخارا اور سمرقند میں قتلما وغیرہ کرتے ہیں۔ فللہ الحمد

وہابی دیوبندی یہ دیکھیں کہ شاہ صاحب یہ کیا فرمارہے ہیں۔ اورایک فتویٰ اور سنئے اور وہ بھی اسی دہلوی خاندان کا فتویٰ ہے یعنی جناب شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی جو جناب مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی کے بھائی ہیں وہ اپنے فتویٰ میں لکھتے ہیں: سوال تخصیص ماکولات درفاتحہ بزرگان مثل کھچڑا اور درفاتحہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وتوشہ درفاتحہ عبدالحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرذلک وہمچناں تخصیص خورندگان چہ حکم دارد۔

جواب: فاتحہ وطعام بلاشبہہ ازمستحسنات ست وتخصیص کہ فعل مخصص بااختیاراوست کہ باعث منع نمی تواند شدوایں تخصیصات ازقسم عرف عادت اند کہ مصالح خاصہ ومناسبت خفیہ ابتداء بظہور آمدہ رفتہ رفتہ شیوع یافتہ الی آخرہ۔

معلوم ہوا کہ شبِ براءت میں حلوے کی تیاری بھی مصالح خاصہ اور مناسبت خفیہ کی بنا پر ہوئی ہے اور یہ فاتحہ اور یہ حلوہ مستحسنات سے ہے۔ فللہ الحمد

یہی مسلمان اہلسنّت کہتے ہیں تو ان پر دیوبندی فتویٰ لگاتے ہیں، وہی فتویٰ

شاہ برادران دہلوی پر کیوں نہیں لگاتے پھر یہ کہ حلوہ مرغوب ومحبوب غذا ہے اور مرغوب و پسندیدہ چیز کا صدقہ افضل ہے۔قرآنِ کریم میں ہے: ''لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون'' الحمدللہ رب العالمین۔

پھر یہ کہ سنی مسلمان پاک وطیب اور سنی مسلمان کے گھر جو حلوہ تیار ہوا وہ بھی پاک اور طیب اور قرآنِ مجید وفرقانِ حمید میں فرماتا ہے: ''اطیبت للطیبین و الطیبون للطیبت'' پاک چیزیں پاک لوگوں کے لئے اور پاک لوگ پاک چیزوں کے لئے ہیں اور وہابی جیسے گندے گھونے ہیں ان کے لئے بکرے کے کپورے حلال اور مُردار کالا کالا کوا کھانا ثواب ہوا۔ دیکھو فتاویٰ رشیدیہ مطبوعہ افضل مطابع مراد آباد، حصہ سوم، صفحہ ۱۵۰ پر ہے:

سوال: گائے کی اوجھڑی اور بکرے کے کپورے کھانے درست ہیں؟

الجواب: درست ہیں۔ فقط اور دیکھئے فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم، مطبوعہ قاسمی پریس دیوبند، صفحہ ۱۶۲ پر ہے: مسئلہ جس جگہ کوزاغِ معروفہ کو اکثر حرام جانتے ہوں اور کھانے والے کو بُرا کہتے ہوں تو ایسی جگہ اُس کو کھانے والے کو کچھ ثواب ہوگا یا نہ ثواب ہوگا نہ عذاب۔

الجواب: ثواب ہوگا۔فقط

یہ ہیں وہابیوں دیوبندیوں کی مرغوب غذائیں۔والعیاذ باللہ تعالیٰ

اور اسی فتاویٰ گنگوہی حصہ سوم صفحہ ۱۴۵ پر ایک فتویٰ ہے کہ

الجواب: محرم میں ذکر شہادتِ حسنین علیہما السلام کرنا اگرچہ بروایات صحیحہ ہو یا سبیل لگانا یا شربت پلانا یا چندہ سبیل اور شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نادرست اور تشبہ

روافض کی وجہ سے حرام ہے۔فقط

یہ چیزیں دیوبندیوں کے یہاں حرام ہیں۔ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

اللہ تعالیٰ تو ارشاد فرماتا ہے: ''الخبیث للخبیثین والخبیثون للخبیثت'' خبیث چیزیں (کپورے، کالے کوے) خبیث لوگوں کے لئے ہیں اور خبیث لوگ خبیث چیزوں کے لئے ہیں۔ یہ اپنی اپنی قسمت اور اپنا اپنا حصہ ہے۔ حضرت مولانا سیّد غلام قطب الدین عرف برہمچاری صاحب مرحوم کیا خوب فرماتے ہیں

جو وہ حلوہ بھی شبِ براءت کا ناروا ہے
بتاؤ تو اس میں نجس چیز کیا ہے
روا ہے وہ خود جس کا حلوہ بنا ہے
حقیقت میں منہ ہی تمہارا بُرا ہے
یہ گھی اور میوے کا عمدہ نوالہ
اسی کو ملے جو ہو تقدیر والا

## شبِ براٗت کے بعض اعمال

مقصود القاصدین میں ہے کہ جو کوئی سنی مرد یا عورت شبِ براءت میں بعد نماز مغرب بیس رکعت نماز پڑھے کہ ہر رکعت میں بعد الحمد کے دس بار قل ھواللہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں دس ہزار نیکیاں لکھوائے گا اور جو شخص اس مبارک رات میں بعد نمازِ عشاء نہائے پھر تحیۃ الوضو دو رکعت پڑھے، اس طرح کہ ہر رکعت

میں بعد سورہ الحمد کے آیۃ الکرسی ایک مرتبہ اور سورۂ قدر ایک بار اور سورۂ اخلاص تین بار پڑھے، اس کے بعد آٹھ رکعت نفل پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ قدر ایک بار اور سورۂ اخلاص تین مرتبہ پڑھے اور پھر آٹھ رکعت یوں پڑھے کہ ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے سورۂ قدر ایک دفعہ اور سورۂ اخلاص پانچ مرتبہ پڑھے تو ثوابِ عظیم پائے گا اور تفسیر کشاف و تفسیر جمل و تفسیر سراج منیر میں ہے کہ جو شخص شبِ براءت میں سو رکعت پڑھے اس طرح کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد قل ھو اللہ شریف دس بار پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے پاس سو فرشتے بھیجتا ہے کہ وہ اس کے پاس رہیں اور اسے بہشت کی خوشخبری سنائیں اور شیطان کے مکر و فریب سے اس کو بچائیں۔

دعائے شبِ براءت کی ایک ترکیب یہ ہے کہ شبِ براءت کی نماز مغرب کے بعد چھ رکعت نفل دو دو رکعت کی نیت سے پڑھے۔ پہلی دو رکعت پڑھ کر ایک بار یٰسین شریف، قل ھو اللہ شریف ۲۱ مرتبہ پڑھ کر دعائے شب براءت پڑھے اور خیر و عافیت و سنیت کے ساتھ عمر دراز ہونے کی دعا مانگے قبول ہوگی اور دوسری دو کے بعد پھر یٰسین شریف ایک بار سورۂ اخلاص ۲۱ دفعہ پڑھ کر دعائے شبِ براءت ایک بار پڑھ کر پھر دفع بلا کی دعا کرے اور تیسری دو رکعتوں کے بعد پھر ایک بار یٰسین شریف یا ۲۱ بار قل ھو اللہ پڑھ کر ایک بار دعائے شبِ براءت پڑھے، اس کے بعد مخلوق کا محتاج نہ ہونے کی دعا مانگے۔ دعائے شبِ براءت گزر چکی ہے اور اشراق الدرجات میں ہے کہ چودہ رکعت نفل جس طرح مرضی ہو پڑھے اور نماز کے بعد سورۂ فاتحہ چودہ بار اور سورۂ اخلاص چودہ بار اور آیۃ الکرسی ایک بار اور ''لقد جاء کم رسول'' سے ''رب

العرش العظیم ''تک ایک بار پڑھے پھر جو دعا مانگے قبول ہوگی اور یا اس رات میں چار رکعت نفل پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص پچاس مرتبہ پڑھیں اور شیخ امام عارف باللہ ابوالحسن بکری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس بخشش والی رات میں یہ دعا زیادہ پڑھیں ''اللھم انك عفو کریم تحب العفوفاعف عنی، اللھم انی اسئلك العفو والعافیۃ والمعافاۃ الدائمۃ فی الدنیا والاخرۃ ''اور علماء فرماتے ہیں کہ جو کوئی مسلمان اس شب میں غسل کر کے دونوں آنکھوں میں تین تین سلائی سرمہ لگائے اور سرمہ لگاتے وقت یہ مقدّس ونوری درود شریف پڑھتا رہے تو پورے سال اس کی آنکھ نہ دُکھے اور عبادتِ الٰہی میں سستی نہ کرے اور نظیر تیز ہوجائے۔ وہ درود شریف یہ ہے:

اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد نورك المنیر وعلی اٰلہٖ واصحابہٖ وبارك وسلم۔ سبحان اللہ

پیارعزیز سنی مسلمان بھائیو! یہ کچھ نعمتیں، دولت، عزتیں، عظمتیں، فضیلتیں آپ کو مل رہی ہیں، سب صدقہ اور طفیل میں ہے، اس آقا و مولا مدنی تاجدارِ سرکار، ابد قرار، محبوبِ پروردگار، شفیع روزِ شمار، خزائن ونعمائے الٰہیہ کے مختار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا، اسی بارگاہِ بیکس پناہ سے تمہیں ہر نعمت ورفعت وشوکت وعظمت ملی اور ملتی ہے اور ملے گی کہ بخاری شریف کی صحیح حدیث شریف ہے ''انما انا قاسم واللہ یعطی ''اور خود یاد رکھو کہ لیڈر اور لیڈر نما مولوی تمہارے دشمن ہیں۔ دشمنی تم خود اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے تجربہ ہوگیا۔ اب توبہ کرو اور مصطفیٰ پیارے کے لمبے لمبے رحمت والے دامنوں کے سایہ میں آؤ۔ عزت وکرامت، رفعت وشوکت وحشمت تم کو یہیں

ملے گی ۔ سب بدمذہبوں بددینوں سے منہ موڑ کر مدنی تاجدار کے ہو کر رہو ۔ مولیٰ تبارک وتعالیٰ آپ کو اور مجھے توفیق خیر عطا فرمائے اور اس مبارک رات شبِ براءت کی برکتوں اور نعمتوں سے مالا مال فرمائے ۔آمین آمین ثم آمین

بجاہ حبیبہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہ واصحابہ اجمعین وبارك وسلم وعلی امامنا الامام الاعظم وعلی غوثنا الغوث الاعظم وعلی شیخنا المجدد الاعظم وعلینا معھم وبھم یاارحم الراحمین ویااکرم الاکرمین۔

## دہ ہزاری درود مبارکہ

سیّد الانبیاء، محبوبِ کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جس کے اتنے بڑے دو بازو ہیں کہ ایک مشرق میں اور ایک مغرب میں، اس کا سر زیرِ عرش اور پیر ساتویں زمین کے نیچے، تمام مخلوق کی تعداد کے برابر اس کے پیر ہیں ۔ جب میری امت سے کوئی مرد یا عورت مجھ پر درود بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس فرشتے کو حکم دیتا ہے کہ دریائے نور میں غوطہ لگائے جو زیرِ عرش ہے ۔ وہ غوطہ لگانے کے بعد باہر نکل کر دونوں بازو جھاڑتا ہے تو ہر ایک پَر سے ایک قطرہ ٹپکتا ہے، اللہ تعالیٰ ہر قطرے سے ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے جو قیامت تک اس درود پڑھنے والے کے لئے دعائے مغفرت کرتا رہے گا۔

وہ ہزاری درود شریف وہ درود مبارکہ ہے کہ جس کا ایک بار پڑھنا دس ہزار بار پڑھنے کے برابر شمار کیا جاتا ہے۔ تفسیر روح البیان شریف میں اس کے متعلق ایک واقعہ تحریر ہے کہ ایک صاحب نے سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر

ہو کر عرض کیا کہ زمانۂ دراز سے تمنا تھی کہ محبوبِ خدا ﷺ کی خواب میں زیارت نصیب ہو تو اپنی زبوں حالی کی داستان خدمتِ اقدس میں پیش کروں۔ بفضلہٖ تعالیٰ شبِ گذشتہ دیدارِ پُرانوار کی زیارت سے مجھ کو مشرف کیا گیا۔ میں نے حضور پُرنور ﷺ کو ہشاش بشاش دیکھ کر اپنی درخواست پیش کی کہ یا رسول اللہ ﷺ ایک ہزار (روپے) کا مقروض ہوں، ادائیگی پر قدرت نہیں، یہ خوف دامن گیر رہتا ہے کہ سبکدوشی سے پیشتر موت آ گئی تو یہ بارِ عظیم میری گردن پر باقی رہ جائے گا۔ حضور پُرنور ﷺ نے فرمایا کہ محمود سبکتگین کے پاس جا کر ان سے یہ رقم طلب کرو۔ میں نے عرض کیا شاید انہیں باور نہ ہو کہ حضور نے بھیجا ہے اور نشانی طلب کریں تو میں کیا کروں؟ فرمایا کہہ دینا کہ سونے سے پیشتر تیس ہزار درود شریف پڑھتے ہو اور تیس ہزار بیدار ہو کر یہی نشانی ہے، میرا قرض ادا کر دیجئے۔ ان صاحب نے جا کر سلطان کی خدمت میں حسبِ ارشاد عرض کیا یہ سن کر سلطان محمود پر گریہ طاری ہو گیا۔ اس کا قرض ادا کر کے ایک ہزار مزید پیش کئے۔ ارکانِ دولت نے متعجب ہو کر عرض کیا عالی جاہ! حضور نے اس شخص کی ایسی بات میں تصدیق فرمادی جو ناممکن ہے، ہم خدمتِ والا میں شب و روز رہتے ہیں ہم نے تو کبھی حضور کو درود پڑھنے میں مشغول نہیں دیکھا، پھر یہ بات عقل میں نہیں آئی کہ اتنی قلیل مدت میں ساٹھ ہزار کی مقدار کس طرح پوری ہو جائے گی؟ سلطان نے فرمایا کہ میں نے علمائے کرام سے سنا تھا کہ جو شخص درودِ ذیل ایک سو مرتبہ پڑھے گا تو وہ دس ہزار بار پڑھنے کے برابر ہوتا ہے۔ میں اس کو تین مرتبہ سوتے وقت پڑھتا ہوں اور تین مرتبہ بیدار ہو کر اور یقین رکھتا ہوں کہ ساٹھ ہزار بار پڑھنے کی سعادت حاصل ہو گئی اور مجھ پر گریہ اس خوشی میں طاری ہوا کہ علمائے

کرام کا ارشاد مذکور صحیح تھا کیونکہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تصدیق فرمادی ، وہ درود شریف یہ ہے:

## دہ ھزاری درود مبارکہ

اللھم صل علی سیّدنا محمد ما اختلف الملوان وتعاقب العصران و کر الجدیدان واستقل الفرقدان وبلغ روحه و أرواح اهل بیته منا التحية والسلام وبارك وسلم علیه کثیرا ٥